تعلیم خدمتگاری

مقام اشاعت

درگاہ حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہیؒ دہلی

شائع کرنے والا

حسن نظامی

تعلیم واحیان اسلام کے ٹریکٹ اور اشتہارات روزانہ شائع ہوتے ہیں زکوٰۃ۔ خیرات۔ صدقے۔ نذر نیاز کے روپے سے انکی اشاعت میں مدد کرنی چاہیے

خط اور روپیہ بھیجنے کا پتہ

حلقہ مشائخ دہلی

تاریخ اشاعت ۳۱ مارچ [illegible] قیمت فی عدد ۳ر ۲۵ عدد [illegible]

مطبوعہ [illegible] دہلی

پہلے یہ پڑھیے

اے مسلمان بھائیو اور بہنو السلام علیکم۔

یہ رسالہ اس واسطے شائع کیا جاتا ہے کہ مسلمان بھائی اس کو پڑھ کر فائدہ حاصل کریں اور آریوں کے مرتد بنانے کے پھندے جو لگائے گئے ہیں نہ پھنسیں۔ اس واسطے ہر لکھے پڑھے مسلمان کا فرض ہے کہ اس رسالہ کا مضمون عورتوں کو اور بے پڑھے مردوں کو سنا کر ثواب حاصل کرے۔

اس قسم کے رسالے تیار کرنے اور چھاپنے کے لیے مسلمان روپیہ دیتے ہیں اور میں خود بھی اپنے پاس سے روپیہ دیتا ہوں۔ لیکن آمدنی چندہ و خیرات کم ہے یعنی چندہ کم آتا ہے اور خرچ آمدنی سے زیادہ ہوتا ہے لہٰذا ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ زکوٰۃ، خیرات، صدقات، نذر نیاز کے روپیہ سے اس نیک کام کی مدد کرے۔ جو لوگ میلاد شریف کرتے ہیں یا گیارہویں شریف کی نیاز کرتے ہیں یا بزرگوں کی فاتحہ دلاتے ہیں۔ یا بیماروں کے صدقے دیتے ہیں۔ ان کو اس کام میں وہ روپیہ خرچ کرنا چاہیے کیونکہ میلاد شریف کرنے سے زیادہ رسول خدا صلعم کی روح اس سے خوش ہوگی کہ ان کی امت مرتد ہونے سے محفوظ ہو جائے اور بڑے پیر صاحب کی روح بھی اس سے خوش ہوگی کہ گیارہویں کے نیاز کے عوض مسلمانوں کو مرتد ہونے سے بچایا جائے اور نئے آدمیوں کو مسلمان کیا جائے۔ روپیہ دینے والوں کی روح کو بھی اسی سے زیادہ ثواب ہوگا کہ اسی قسم کے کار خیر میں روپیہ دیا جائے بلکہ کھانا پکا کر کھلانے سے ایسی کتابیں خرید کر تقسیم کرنا بہت زیادہ ثواب کا باعث ہے۔ مقدموں کی نذریں اور منتیں۔ اور بیماریوں کے صدقے۔ اور زکوٰۃ وخیرات بھی اسی کام میں خرچ کرنے سب سے زیادہ اچھے ہیں۔

اس رسالہ کی قیمت کم اسی واسطے ہے کہ ہر مسلمان زیادہ تعداد میں خرید کر مفت تقسیم کر سکے۔

خط و کتابت کا پتہ

حسن نظامی دہلی

تعلیم خدمتگاری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انیس سو تینتیس (۱۹۳۳) کے شروع میں فتنۂ ارتداد کی آگ بھڑکی۔ آریہ سماج نے ہزارہا مسلمانوں کو اسلام سے مرتد و برگشتہ کرکے آریہ بنانا شروع کیا علماء و مشائخ اور بہت سے دردمند مسلمان انسداد اور روک تھام کی تدبیروں میں مصروف ہوئے۔ تو میں نے بھی اپنی عقل اور بساط کے موافق کچھ کام کرنا شروع کیا۔ اور پورے ایک برس کام کرنے کے بعد مجھکو جو جو تجربے ہوئے۔ ان سے میں نے فتنۂ ارتداد کے اصلی اسباب معلوم کرنے کی کوشش کی تو یہی ظاہر ہوا کہ اس فتنہ کی اصل بنا مسلمانوں کی جہالت اور مفلسی ہے اور دین سے بے خبر ہونا مرتد ہونے کا باعث ہوتا ہے انتہا درجہ کی مفلسی اور قرضداری اور وسایل معاش سے محرومیت مجبور کرتی ہے کہ انسان اپنے پیارے مذہب اسلام کو چھوڑ کر کفر و بت پرستی کے غار میں خواہ ناخواستہ گر پڑے۔ اس واسطے میں نے انہی بنیادی اسباب کے مٹانے کی کوشش شروع کی کہ ایک طرف تو مسلمانوں کو اسلام سے واقفیت اور احکام اسلام کی پابندی کا سبق دیا جائے۔ اور دوسری طرف ان کو مفلسی سے بچانے کیلئے فائدہ مند اور جائز وسایل معاش بتائے جائیں چنانچہ اس کے متعلق بہت سے رسالے مختلف صنعتوں کے متعلق میں نے شائع کئے۔ اور انہی وسایل معاش میں ایک یہ وسیلہ

خدمت گاری بھی ہے جس کا بیان اس رسالہ میں کیا جاتا ہے۔

خدمت گاری کی ضرورت ہم اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتے کہ خدمتگاری اچھی ہے یا بری مسلمانوں کے لئے عزت کا پیشہ ہے یا بے عزتی کا۔ کیونکہ ہمارے مقصد سے الگ ہے۔ تاہم چند اشارے خدمت گاری کی تائید میں لکھنے مناسب ہیں تاکہ خدمتگاری کی بے وقعتی دلوں سے دور ہو۔ پہلی تائید تو حدیث شریف سے ہوتی ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ افضل الاشغال خدمت الناس سب سے بڑے درجہ کا شغل آدمیوں کی خدمت ہے پھر دوسری جگہ فرمایا۔ سید القوم خادمہم۔ قوم کا سردار وہ ہے جو قوم کا خدمت گزار ہو۔ ایسے ہی شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں۔

طریقت بجز خدمت خلق نیست

بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست

طریقت یعنی خدا کا راستہ خدا کے بندوں کی خدمت سے ملتا ہے بعض مصلے۔ تسبیح اور لباس درویشی سے حاصل نہیں ہوتا۔ ایک دوسرے بزرگ فرماتے ہیں "ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد" جس نے لوگوں کی خدمت کی وہی مخدوم ہو گیا۔

ان تمام اقوال سے خدمتگاری اور خدمت گزاری کی فضیلت ثابت ہوتی ہے اگرچہ خدمت گاری کی نوکری اور مذکورہ احادیث واقوال کی خدمت میں فرق ہے تاہم خدمت گاری کی نوکری کا خوش طالع بہت ثبوت اس سے ہو سکتا ہے۔

دنیا میں آج کل سب سے بڑی دولت مند قوم انگریزوں کی ہے۔ جو دنیا کے بڑے حصہ پر حکومت کرتی ہے۔ اور جس کے پاس سب قوموں سے زیادہ روپیہ بھی ہے مگر انگریزوں میں بھی ہزارہا آدمی خدمتگاری کی نوکری کرتے ہیں۔ اور اسکو عیب نہیں سمجھتے۔ ایسے ہی دنیا کی ہر بڑی سی بڑی قوم میں خدمتگاری کا پیشہ عیب نہیں سمجھا جاتا۔

ہندوستانی مسلمانوں کی سلطنت جاتی رہی ان کی آمدنی کے وسایل بہت کم

ہو گئے مفلسی اور بے روزگاری نے ان کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ اس واسطے انکو خدمت گاری کے کام سے عار نہ کرنی چاہیے۔ اور اپنے بیکار لوگوں کو خدمتگاری کی تعلیم دیکر روزگار سے لگانا چاہیئے۔ ذیل میں جو کچھ لکھا جاتا ہے اس کا مقصد محض یہ ہے کہ مسلمانوں کی بیکاری دور ہو اور وہ ایک فایدہ مند پیشہ کی طرف متوجہ ہوں۔

تعلیم خدمتگاری کی ضرورت۔ یہ معلوم کرنے کے بعد کہ خدمت و خدمتگاری بری چیز نہیں ہے اب یہ بتاتا ہے کہ خدمتگاری کے لئے تعلیم کی بھی ضرورت ہے یا نہیں۔ اور خدمت گاری تعلیم و تربیت سے حاصل ہو سکتی ہے یا نہیں۔ اور خدمتگاری میں اتنی آمدنی ہے یا نہیں جو مسلمانوں کے بیکار لوگوں کو مفید ہو سکے۔

پہلی بات کہ خدمت گاری کے لئے تعلیم کی ضرورت ہے یا نہیں بالکل صاف ہے تعلیم سے میرا مطلب یہ نہیں ہے کہ اسکول و کالج کی اعلی تعلیم دلائی جائے۔ یا مولوی صاحب کے مدرسہ میں بٹھاکر مولوی بنوایا جائے۔ بلکہ خدمتگاری کی تعلیم نہایت آسان سادہ اور عام فہم ہے۔ اور اس رسالہ کا ہر پڑھنے والا ان پڑھ اور ان بیکار لوگوں کو جو خدمت گاری کرنی چاہتے ہوں ایک دن کے اندر اس تعلیم کا سبق سنا سکتا ہے۔ البتہ یہ کہنا ضروری ہے کہ جو اصول اور طریقے اس کتاب میں درج ہیں وہ محض سن لینے سے عمل درآمد میں نہیں آسکتے۔ ان کے لئے بڑی ضرورت اس کی ہے کہ کچھ لوگ بچپن سے لڑکوں کو ان اصول کی تربیت دیں یعنی عمل کراکر اصول خدمتگاری سکھائے جائیں۔

خدمتگار لوگ یہ کام کر سکتے ہیں۔ خدمت گاری کی تعلیم و تربیت ہر ایک آدمی کے بس کی بات نہیں ہے۔ یہ کام تجربہ کار خدمت گار ہی اچھی طرح سے کر سکتے ہیں ہندستان میں ہزاروں خدمت گار ایسے موجود ہیں جن کے دل میں اسلام کا اور مسلمانوں کا درد ہے وہ اگر مسلمانوں کی بہتری اور ترقی چاہتے ہوں تو ہر آدمی دو چار لڑکوں یا کم عمر جوانوں

کو اپنے ہاتھ کے نیچے رکھکر اس کتاب کے اصول پر عمل کرائیں۔ مجھے امید ہے ایک مہینہ کے اندر تعلیم خدمتگاری کی موٹی موٹی باتیں ہونہار خدمت گار سیکھ جائینگے۔

خدمتگاروں کا اسمیں فائدہ ہے۔ خدمت گاروں کو یہ خیال نہ کرنا چاہئے کہ نئے لوگوں کو خدمت گاری کی تعلیم وتربیت دینے سے ان کی روزی میں فرق آئیگا۔ اور ان کے روزگاری میدان میں سے حریف پیدا ہونگے۔ کیونکہ خدمت گاری کی ضرورتوں کا دایرہ اتنا وسیع ہے کہ اگر سالہا سال تک ہزاروں خدمتگاروں کو تعلیم دی جائے۔ تب بھی خدمتگاروں کی مانگ باقی رہیگی۔ اچھے اور لائق خدمتگاروں کی ضرورت ہر شخص کو ہے۔ انگریز بھی اچھے خدمتگار چاہتے ہیں اور ہندو مسلمان راجا نواب امرا متوسط درجہ کے لوگ بھی خدمت گار کے ضرورت مند ہیں اور معمولی کاروباری لوگ بھی۔ اگر اس رسالے کے اصول کے موافق دس لاکھ خدمت گار تیار ہوجائیں تو ان میں سے ایک بھی بے روزگار نہ رہے گا۔ اس کو نوکری فوراً مل جائیگی تینتیس کروڑ آدمیوں کے ملک میں دس لاکھ خدمت گار معمولی تعداد ہے پس اگر تجربہ کار خدمت گار لوگ اپنے مسلمان بھائیوں کو یہ کام سکھائینگے۔ تو ان کا ذاتی نقصان مطلق نہیں ہوگا۔ بلکہ انکی ذات کو بھی فائدہ پہنچے گا۔ کیونکہ وہ اپنے سکھائے ہوئے خدمت گاروں سے اگر کچھ حق تعلیم وصول کرنا چاہیں تو آسانی سے ایک معقول رقم ان کو وصول ہوجایا کرے گی۔

اشاعت اسلام کا اثر۔ ایک خوبی اس تعلیم خدمت گاری سے یہ پیدا ہوگی کہ تعلیم یافتہ اور تربیت یافتہ خدمتگار اگر اسلام کا سچا نمونہ ثابت ہونگے یعنی سچے مسلمان کی طرح نماز پڑھے روزہ رکھے۔ جھوٹ نہ بولے۔ چوری نہ کرے۔ اپنے آقا کا خیرخواہ اور ہمدرد ہو تو اس کا اثر غیر مسلم آقا پر بہت اچھا ہوگا۔ اور اسکے دل میں یہ بات جم جائے گی کہ اسلام ایسا اچھا مذہب ہے کہ اس کے پیرو دیانت و صداقت میں۔ اطاعت و فرض شناسی میں ایسے پکے ہوتے ہیں۔ اور اس طرح اشاعت اسلام کے نتائج ظاہر ہونگے۔

انگریزوں کی خدمت گاری۔ ایک زمانہ تھا کہ انگریزوں کے خدمتگار عموماً مسلمان ہی ہوتے تھے۔ مگر اب پادری صاحبان نے چماروں اور حلال خوروں کو عیسائی کرکے خدمت گاری کا پیشہ سکھایا ہے۔ اور اب ان کی سفارشوں سے انگریز لوگ زیادہ تر انہی عیسائی چماروں اور حلال خوروں کو خدمت گاری پر رکھتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے ہاتھ سے یہ روزگار رفتہ رفتہ نکل رہا ہے۔ اور عیسائی ان جگہوں پر قبضہ کرتے جاتے ہیں۔ پہلے یہ خانساماں اور بیرے عموماً مسلمان ہی ہوتے تھے۔ اور اب بھی اکثر مسلمان ہی اس کام پر ہیں لیکن آج کل مسلمان خانساماؤں میں کمی ہو رہی ہے۔ اور عیسائی یہ نوکریاں حاصل کرنے میں ترقی کر رہے ہیں پس اگر مسلمان خدمتگار اس خطرہ کو محسوس نہ کرینگے۔ اور نئے مسلمانوں کو تعلیم و تربیت دیکر خدمتگاری کے مختلف حصوں میں نہ بھیجیں گے۔ اور عیسائی خدمتگاروں کے داخلہ کا بندوبست نہ کرینگے تو ایکدن خود انکی نوکریاں خطرہ میں پڑ جائینگی۔

اب دوسری بات یہ ہے کہ خدمتگاری تعلیم و تربیت سے ہو سکتی ہے یا نہیں۔ اسکا جواب بھی اوپر کی تحریر میں آگیا کہ خدمت گاری تعلیم و تربیت سے حاصل ہو سکتی ہے اور اس کی تعلیم و تربیت محض یہ ہے کہ اس کتاب کے اصولوں اور خدمت گار لوگ اپنے تجربوں پر اپنی زیر نگرانی عمل کرائیں۔

تیسرا سوال یہ ہے کہ خدمتگاری میں اتنی آمدنی ہے یا نہیں جو مسلمانوں کے بیکار لوگوں کو مفید ہو سکے اسکے جواب میں میں کہونگا کہ خدمتگاری میں ایک شریف آدمی کے گذارہ کے قابل کافی آمدنی ہوتی ہے اگر خدمتگار بیہودگی نہ کریں اور تنخواہ معقول لیں تو ان کا گذارہ نہایت اچھی طرح سے ہو سکتا ہے۔ خدمتگار لوگ جن کو اس نوکری کا تجربہ ہے میرے اس بیان کی تصدیق کر سکتے ہیں۔

تعلیم خدمتگاری کے اصول۔ پہلے یہ معلوم کرنا چاہئے کہ خدمتگاری کے بنیادی اصول تمام انسانوں میں مشترک ہیں یعنی بادشاہ۔ نواب۔ راجہ۔ مولوی۔ ادنیٰ۔ اعلیٰ عورت

مرد ہر ایک کو اس اصول کی ضرورت ہے اور ہندوستان کے باشندوں میں خانگی نظم کی جو خرابیاں پائی جاتی ہیں۔ ان کی وجہ محض یہ ہے کہ ہندوستانی اس اصول پر عمل کرنا نہیں جانتے۔ اور وہ اصول سلیقہ مندی ہے۔ اپنی چیزوں کا رکھ رکھاؤ اور سلیقہ مندی سے ان کا برتنا۔ کپڑا ہو یا گھر کی کوئی اور چیز ہو۔ ہم لوگ بڑے ہوں یا چھوٹے بالکل نہیں جانتے۔ انگریز اس معاملہ میں ہم سے بہت اعلیٰ ہیں۔ ہم لوگوں کے گھروں کی ابتری اس لئے نہیں ہوتی کہ ہمارے ہاں بچھانے کے فرش۔ پہننے کے کپڑے۔ برتنے کے برتن نہیں ہوتے یا کم ہوتے ہیں۔ بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم ان چیزوں کو سلیقہ کے ساتھ استعمال کرنا نہیں جانتے۔ ہمارے بعض امرا کے گھروں میں لاٹ صاحب کے گھر سے بھی زیادہ سامان ہوتا ہے۔ مگر سلیقہ مندی نہ ہونے کے سبب وہ سامان ابتر پڑا رہتا ہے اور جلدی خراب اور برباد ہو جاتا ہے۔

تعلیم خدمتگاری میں سلیقہ شعاری بہت بڑا اصول ہے۔ اگر انگریزوں کے مسلمان خدمتگار انگریزی گھر کے رکھ رکھاؤ اور چیزوں کے استعمال کا طریقہ مسلمان لڑکوں کو سکھائیں تو ایسے تعلیم یافتہ خدمتگار مسلمان امرا کے گھروں میں اتنی بڑی بڑی تنخواہیں حاصل کر سکتے ہیں جو بی اے اور ایم اے پاس لوگوں کو بھی میسر نہوں۔ سلیقہ مندی کے معنی یہ ہیں کہ معمولی چیز کو ایسے سگھڑاپے سے رکھا جائے کہ وہ بدصورت و بدنما ہونے کے باوجود اچھی معلوم ہونے لگے۔ باغوں کی چمن بندی میں ٹھیکریاں اور کوئلے اور کنکر سلیقہ مندی سے لگائے جاتے ہیں تو جواہرات کی پچی کاری سے بھی اچھے معلوم ہوتے ہیں۔ سلیقہ مندی کے اصول پر عمل کرانے کے لئے اس کی ضرورت ہے کہ جو چیز جہاں سے لو کام میں لانے کے بعد فوراً اُسی جگہ رکھ دو۔ دوسرا کام بعد میں کرو۔ اور جہاں کہیں کوئی بے قرینہ چیز دیکھو پہلے اس کو باقرینہ رکھنے کی کوشش کرو۔ صفائی بھی سلیقہ مندی کے خیال سے پیدا ہوتی ہے۔ جس کے مزاج میں سلیقہ مندی ہے۔ وہ مکان کے فرش

اور لباس اور برتنوں وغیرہ میں ایک معمولی سا دھبہ بھی دیکھنا گوارا نہیں کر سکتا۔

پس سلیقہ مندی ایک ایسا اصول ہے جس کے نہ ہونے کے سبب تمام ہندستانی انگریزوں کی نگاہ میں جانوروں سے زیادہ بدتر بنے ہوئے ہیں۔ اور تعلیم یافتہ خدمت گار اس کی اصلاح بہت اچھی طرح کر سکتے ہیں۔

خدمت گاری کا دوسرا اصول محنت ہے۔ یہ اصول بھی ہر انسان کے لئے ضروری ہے اور خدمت گار کے لئے تو از بس ضروری ہے جو آدمی کاہل وجود ہے اور محنت سے گھبراتا ہے اس کے ہر کام میں ابتری نظر آئے گی۔ ایسا ہی جو خدمتگار محنت سے دم چرائے گا اس کو کسی کام میں کامیابی نصیب نہ ہوگی۔

تیسرا اصول دیانتداری ہے جو خدمتگار چوری نہیں کرتا۔ اس کو روپیہ تو کم ملتا ہے۔ مگر روپیہ کا حاصل مقصد عزت اور اطمینان قلب روپیہ والوں سے زیادہ اس کے پاس ہوتا ہے۔ آقا کی خوشنودی کے علاوہ خود اس کا دل ہر وقت بشاش اور مطمئن رہتا ہے۔

چوتھا اصول اطاعت ہے لوگوں نے اطاعت کو غلامی سمجھ رکھا ہے حالانکہ غلامی اور چیز ہے اور اطاعت اور چیز ہے۔ غلامی اپنے ضمیر اور ایمان کے خلاف مجبور و مقہور ہو کر کام کرنے کو کہتے ہیں۔ اطاعت اس کو نہیں کہتے۔ اطاعت کے معنی یہ ہیں کہ آقا کے احکام کو مستعدی اور فرمانبرداری سے پورا کیا جائے جس نوکر میں اطاعت کا مادہ نہیں ہے وہ ہمیشہ اپنے فرائض کی ادائگی میں قاصر رہیگا۔

پانچواں اصول خیر خواہی ہے۔ جبتک خدمتگار اپنے آقا کا ایسا خیر خواہ نہ ہو جیسا کہ وہ خود اپنی ذات کا خیر خواہ ہے۔ اور جب تک وہ اپنے آقا کے مال و اسباب عزت و آبرو کے ساتھ ایسی خیر خواہی نہ کریگا جیسی وہ خود اپنے مال و اسباب اور اپنے عزت و آبرو کی چاہتا ہے اس کو کامیاب خدمتگار نہ کہہ سکیں گے۔

غرض اسی طرح اور بہت سے اصول ہیں جن کو لایق ہوشیار تجربہ کار خدمتگار اچھی طرح جانتے ہیں۔ میں ان کی تفصیل و تشریح کرتا جاؤں تو یہ رسالہ بہت بڑھ جائیگا۔ اس واسطے اب میں دوسری باتیں لکھتا ہوں۔

مجکو تجربہ نہیں ہے۔ میں خدمت گاری کی تعلیم کیلئے یہ رسالہ لکھ تو رہا ہوں مگر سچ یہ ہے کہ مجھے خدمت گاری کے اصلی گر معلوم نہیں ہیں نہ میرے عزیز دوست اخلاق حسین صاحب قاری جنہوں نے اس رسالہ کی تحریر میں مجکو مدد دی۔ اس فن کی کوئی خاص واقفیت رکھتے ہیں یہ جو کچھ لکھا گیا ہے محض قیاس اور سُنی سُنائی باتوں کی بنا پر لکھا گیا۔ اصل تجربہ ان لوگوں کو ہے جو خود یہ کام کرتے ہیں یا کر چکے ہیں۔ میں نے تو یہ رسالہ لکھکر ایک ضرورت کی ترغیب دلائی ہے۔ یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ میرا یہ رسالہ واقعی تعلیم خدمت گاری کے لئے یقینی اتالیق ہے۔

آقاؤں کا فرق۔ آگے جاکر انگریز۔ ہندو مسلمان۔ اور نئی روشنی۔ پرانی روشنی کے آقاؤں کی کچھ مثالیں لکھی گئی ہیں۔ جن سے خدمت گاروں کو آقاؤں کے مزاج کا فرق معلوم ہوجائیگا۔ مگر یہاں اصولی طور پر یہ بتاتا ہے کہ خدمت گاری کے لئے سب سے بڑی ضرورت آقا کے مزاج پہچاننے کی ہوتی ہے۔ کیونکہ یوں تو ہر انسان کا مزاج علیحدہ ہوتا ہے مگر انگریزوں۔ ہندوؤں اور مسلمانوں کے مزاج میں قومی حالات و روایات کے سبب زمین آسمان کا فرق ہوتا ہے۔

جس خدمتگار کو انگریز آقا کی نوکری کا تجربہ ہوا ور وہ اس میں خوب ماہر ہوا سکو ایک ہندو یا مسلمان آقا کی نوکری آسان نہیں ہوتی۔ کیونکہ ہندو مسلمانوں کا مزاج انگریزوں سے بالکل علیحدہ ہوتا ہے۔

انگریز آقا اپنے جسم کی راحت اور گھر کی آرائش اور عمدہ خوراک و لباس میں بے دریغ خرچ کرنے کا عادی ہوتا ہے۔

مگر ہندو آقا سوائے شادی غمی کی رسموں یا مذہبی رسموں کے ذاتی آسائش کے معاملات میں بہت کنجوس ہوتا ہے۔ اور اس فرق کے سبب خدمتگار کو طرح طرح کی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

مسلمان آقا بھی عموماً ہندوؤں کی طرح شادی غمی کی رسموں میں جتنا خرچ کرتے ہیں اتنا ذاتی آسائش اور گھر کی زیبائش میں خرچ کرنا نہیں چاہتے۔ اور جو عیاش و فضول خرچ ہیں ان کو چونکہ خرچ کرنے کا اندازہ نہیں ہوتا۔ اس لئے نوکر کو اور بھی مشکل ہوتی ہے۔ اور بعض اوقات نیک، اور دیانت دار خدمت گار محض آقا کی فضول خرچی و بے خبری کے سبب بے دیانت اور چور بن جاتے ہیں کیونکہ رفتہ رفتہ ان کا نفس ان کو لوٹ کھسوٹ پر راغب کر دیتا ہے۔ جب وہ آقا کو بیخبر پاتے ہیں انگریز آقا کھانے اور پینے یعنی اسباب خوراک اور سوڈا واٹر وغیرہ کے لئے ایک دن میں جتنا خرچ کر سکتا ہے۔ ہندو مسلمان آقا ایک ہفتہ بلکہ ایک مہینہ میں اپنے کھانے پینے پر اتنا خرچ گوارا نہیں کریگا۔ اس لئے جن خدمت گاروں کو محض انگریزی نوکری سے سابقہ پڑا ہے وہ اس نکتہ کو یاد رکھیں کہ سب آقاؤں کو ایک نظر سے دیکھنا بڑی غلطی ہے۔ کامیاب خدمت گار وہ ہے جو اس فرق کو سمجھتا ہو اور ہر مزاج و خصلت کے آقا کی نوکری کر سکتا ہو۔

تُرّاپن بعض مسلمان خدمتگار سچے بھی ہوتے ہیں اور دیانتداری بھی انکی اعلیٰ ہوتی ہے اور کام بھی نہایت سلیقہ مندی سے کرتے ہیں مگر انکی بول چال نہایت سخت ہوتی ہے۔ آقا کو اس طرح جواب دیتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے تھپڑ کھینچ مارا۔ اس کو تُرّاپن کہتے ہیں۔ اور یہ عیب سب خوبیوں پر پردہ ڈال دیتا ہے۔ قدر دان آقا جن کو دیانت و صداقت کی سمجھ ہے وہ تو تُرّے پن کو صبر کر کے برداشت کر لیتے ہیں۔ ورنہ اکثر آقا محض زبان کی سختی کے سبب تُرّے خدمت گار کو نوکری سے نکال دیتے ہیں۔

لہذا خدمت گاروں کو تعلیم دیتے وقت بات کرنے کی تمیز ضرور سکھائی جائے وہ آقا کے مزاج اور درجہ کی موافق بات کیا کریں۔ اور جب ان کے پاس کوئی غیر آدمی بیٹھا ہو اس وقت تو ایسے ادب سے پیش آئیں کہ آقا کی عزت میں چار چاند لگا دیں۔ تاکہ آقا خوش ہو اور اجنبی بھی سمجھے کہ یہ نوکر کیسا مہذب اور مؤدب ہے۔

حیدر آباد کے خدمتگار۔ ہندوستانی طرز معاشرت میں حیدر آباد سے بڑھ کر شائد کسی اور جگہ کے نوکر تمیز دار نہ ہونگے۔ دیسی ریاستوں میں یوں تو عموماً سب نوکر چپ تمیز دار اور اطاعت شعار اور مؤدب ہوتے ہیں مگر حیدر آباد کے نوکروں کو سب پر فوقیت ہے۔

وہاں میں نے دیکھا ہے کہ نوکر آقا کے حکم کی تعمیل ایسی پھرتی مستعدی اور چستی سے کرتے ہیں گویا کہ وہ برقی شرارے ہیں۔ آقا کا حکم سن کر ان کا اوٹے پاؤں دوڑا ہوا جانا۔ اور جب آقا ان کو اپنے پاس بلائے تو ہاتھ جوڑے ہوئے کمر جھکائے ہوئے نظریں آقا کی نظروں سے ملائے ہوئے ڈرتا ڈرتا سہما سہما ہوا آنا۔ اور ادب سے اپنے سر کو آقا کے سامنے جھکا دینا تاکہ وہ حکم کو آہستہ سے کان میں کہدے۔ اور پھر پچھلے پاؤں آقا کی طرف پیٹھ کئے بغیر واپس جانا بڑا لطف دیتا ہے۔

حیدر آبادی خدمتگار ہر وقت آقا کے سامنے نہیں رہتے۔ بلکہ پردوں اور دیواروں کی آڑ میں چھپے کھڑے رہتے ہیں۔ اور جب آقا آواز دیتا ہے تو اس طرح حاضر کہکر سامنے آتے ہیں گویا وہ ابھی آسمان سے اتر کر آئے ہیں۔

یہ ادب قاعدے مشرقی اور ہندوستانی طبائع کو بہت مرغوب ہیں۔ خدمتگاروں کو تعلیم دیتے وقت یہ باتیں ضرور سکھائی جائیں۔

مصری ہوٹل کے خدمتگار۔ ۱۹۱۱ء میں جب میں سیاحت مصر کے لئے گیا تو میں نے وہاں ہوٹلوں اور قہوہ خانوں میں عجیب نوکر دیکھے۔ ارمنی خوبصورت لڑکے

جھانٹ چھانٹ کران دوکانوں پر رکھے جاتے ہیں۔ کیونکہ گاہک انہی دکانوں پر زیادہ آتے ہیں جہاں خوبصورت اور تمیز دار نوکر ہوں۔ مصر کے راستہ میں اسمٰعیلیہ نام کا ایک جنکشن آتا ہے۔ وہاں گاڑی بدلی۔ میں وقت گزارنے کو کہ دوسری گاڑی میں دیر تھی پلیٹ فارم کے ایک قہوہ خانہ میں چلا گیا۔ میرے جاتے ہی ایک خوبصورت سولہ سترہ برس کا ارمنی لڑکا کوٹ پتلون اعلیٰ درجہ کا پہنے ہوئے چمکدار انگریزی جوتہ چرچر کرتا ہوا ہلکا تبسم ہونٹوں پر ادب سے میرے سامنے آیا۔ اور سیاہ بڑی بڑی آنکھوں کو میری طرف متوجہ کرکے بولا۔ عربی زبان میں اکیا ارشاد ہے جناب میں نہیں سمجھا کہ یہ نوکر ہے۔ حیرت سے اس کو دیکھنے لگا۔ برابر ایک ترک مسافر بیٹھے تھے انہوں نے کہا۔ چائے لاؤ۔ یہ سنتے ہی اس نے ایک بناوٹی مگر نہایت دلفریب انداز سے مسکراہٹ کو اپنے چہرہ پر ظاہر کیا۔ اور اس طرح طیب یا سیدی (بہت اچھا میرے آقا) کہکر سر کو ذرا خم کرکے واپس چلا گیا گویا بہشت کا غلمان فرشتوں کی تعلیم سے بہشتی کے حکم پر دوڑتا ہے۔

پھر اس کا چاء لانا۔ اور چاء کی تیاری میں انداز ارمنی سے حصہ لینا ایک عجیب منظر تھا۔

ہندوستان میں ایسی دکانیں بہت کم ہیں جہاں ایسے مہذب تربیت یافتہ نوکر رکھے جاتے ہوں۔ اگر اس کی کوشش ہو تو تجار کامیابی حاصل کرسکتے ہیں۔

اب مثالیں خدمتگاروں کی لکھی جاتی ہیں۔ جنکے لکھنے سے پہلے مجکو یہ لکھنا ضروری ہے کہ یہ مثالیں روزمرہ کے مشاہدات کی بنا پر لکھی گئی ہیں اور اس واسطے لکھی گئی ہیں کہ خدمتگاروں کو ان مثالوں سے مختلف قسم کی خدمتگاریوں کا تجربہ ہوجائے۔ ان مثالوں کے علاوہ بھی صدہا قسم کی مختلف مثالیں پیش آتی ہیں جن خدمتگاروں کو ذاتی تجربہ ہو وہ زیر تعلیم و تربیت لڑکوں کو زیادہ تر مثالیں بیان کرکے سمجھائیں کہ یہ طریقہ بہت موثر ہے۔

حسن نظامی

ایک مسلمان خدمتگار کا صبح سے رات تک کا پروگرام

ذیل میں ہم ایک اوسط درجہ کے گھر کے خدمت کا پروگرام درج کرتے ہیں جو خفیف سی ترمیم کے بعد جو کسی انگریز مسلمان۔ ہندو یا اسیر یا رئیس کے گھر کی خصوصیات کے متعلق کی جاسکتی ہے ہر جگہ کام آئے گا۔

(۱) صبح سویرے اٹھنا ضروریات سے فارغ ہو نماز پڑھنا۔

(۲) گرم پانی کا انتظام کرنا غسلخانہ کی صفائی کرنا منجن صابون۔ تولیہ قرینہ سے رکھنا۔ اور غسلخانہ میں جو جو چیزیں ہوں ان کو جھاڑنا۔ اور کپڑے یا پانی سے صاف کرنا

(۳) سونے کے کمرے کے علاوہ دوسرے کمروں میں جھاڑو دینا۔ ہر چیز کو صاف کرنا۔ ہر چیز کو قرینہ سے رکھنا۔ شیشہ وغیرہ کی چیزوں کو نہایت احتیاط سے صاف کرنا کہ کوئی چیز ٹوٹ نہ جائے۔

(۴) لکھنے کی میز پر جو کاغذات بے ترتیبی سے پڑے ہوئے ہوں انہیں سلیقہ سے رکھنا قلمدان صاف کرنا۔ ردی کی ٹوکری کے کاغذ وغیرہ باہر پھینکنا۔

(۵) جوتے وغیرہ پر برش کرکے انہیں صاف کرنا۔

(۶) کپڑوں پر برش کرنا۔

(۷) سونے کے کمرے میں جاکر جھاڑو دینا اور صفائی کرنا لیکن اس قدر احتیاط سے کہ آقا کی آنکھ نہ کھل جائے۔

(۸) آقا کے بیدار ہونے کے بعد فوراً ادب سے سلام کرنا اور اس کے احکام کو غور سے سننا غسلخانہ میں پانی رکھنا اتنے آقا منہ ہاتھ دھو کر فارغ ہو اتنے ناشتہ کا انتظام کرنا اور ناشتہ کا وقت آتے ہی اُسے پیش کرنا لیکن برتن صاف ہوں اور ہر چیز سلیقہ

سے رکھی ہوئی ہو اور ہر چیز موجود ہو۔

(۹) آقا کے کھانے کے برتن وغیرہ صاف کرنا اور دسترخوان یا میز پر نمک گرم مصالحہ گلاس وغیرہ قرینہ سے لگانا تاکہ کھانے کے وقت کوئی ایسی چیز کم نہ ہو جو وہاں ہونی چاہیے تھی۔

(۱۰) ہاتھ دھونے کا سامان مہیا کرنا۔

(۱۱) وقت پر کھانا سلیقہ سے لاکر لگانا۔

(۱۲) جانے کے وقت آقا کو کپڑے پہنانا۔

(۱۳) معمولی کام جو آقا بتا جائے اُسے کرنا۔

(۱۴) آقا کی واپسی پر اُس کے کپڑے اتروانا اور ہر چیز کو صاف کر کے اس کی مقررہ جگہ پر رکھنا۔

(۱۵) سہ پہر کے ناشتہ اور چاء وغیرہ کا انتظام کرنا۔ اور اسے وقت مقررہ پر سلیقہ سے لگانا۔

(۱۶) شام کے کھانے کا صبح کی طرح انتظام کرنا۔

(۱۷) جب آقا سو جائے تو جا کر سونا۔

یورپ میں خدمتگار کیسے ہوتے ہیں

یورپ میں خدمت گار کیسے ہوتے ہیں۔ اس کا حال اس ایک مثال سے معلوم ہو گا۔ ایک مسلمان رئیس مسٹر حسین ولایت گئے۔ وہاں انہوں نے سمتھ نامی انگریز لڑکے کو نوکر رکھا۔ اس نوکر کا پروگرام یہ تھا

"سمتھ صبح سویرے اٹھا۔ ضروریات سے فارغ ہو کر آقا کے کمرے میں آیا اس کی صفائی کی۔ صبح کے کپڑے ٹرنک سے نکالے ان پر برش کیا۔ جوتے کو برش کر کے تیار

کیا نیشن کے مطابق ٹائی۔ جراب۔ کالر سب لگا کر ٹانگا غسلخانہ میں سب چیزوں
پر ایک نگاہ ڈالی کہ کوئی اس کی توجہ کی محتاج تو نہیں ہے۔ سب ٹھیک ٹھاک کر کے
برآمدہ میں کھڑا رہا۔ ڈاکیہ آیا خط اور اخبار لے ایک قاب میں رکھے اور اس میں خط کھولنے
کا ایک چاقو رکھا۔ مسٹر حسین بیدار ہوئے۔ اس نے سلام کیا اور ہوٹل کی خادمہ پر
چائے کا تقاضا کر کے بستر درست کیا۔ اتنی دیر میں چائے آگئی۔ اس نے نہایت ادب سے
چائے پیش کی۔ چائے سے فارغ ہو کر صاحب غسلخانہ میں گئے۔ وہاں سب چیز نک سے سک
سے غسل کر کے واپس آئے تو سمتھ کپڑے لئے آرام کرسی کے قریب کھڑا ہے۔ صاحب
کرسی پر دراز ہو گئے اس نے کپڑے پہنائے۔ صاحب ڈریسنگ میز پر گئے۔ آئینہ صاف
ستھرا ہے میز پر کہیں گرد کا نشان نہیں۔ برش۔ تیل اور لونڈر کی شیشیاں سلیقہ سے
رکھی ہوئی ہیں۔ غرضکہ صاحب بہادر لیس ہو کر لکھنے کی میز پر جا بیٹھے۔ اتنی ہی دیر میں
باہر سے گھنٹی ہوئی سمتھ گیا۔ دیکھا کہ ایک جنٹلمین تشریف لائے ہیں۔ انہیں ادب سے سلام
کیا۔ انہوں نے اپنا کارڈ نکال کر دیا۔ یہ ایک تھالی میں کارڈ رکھ کر صاحب کے سامنے
لے گیا۔ حکم ہوا کہ ڈرائنگ روم میں بٹھاؤ سمتھ آنے والے صاحب کے پاس گیا
سمجھا کر اس نے ادب سے کہا تشریف لائیے پردہ اٹھا کر نہایت ادب سے کھڑا رہا۔ جب
جہان گذر گئے تو اس نے دروازہ بند کیا پردہ چھوڑا۔ پھر اپنے آقا کے پاس آگیا حکم
کا منتظر کھڑا ہے۔ مسٹر حسین اٹھے ملاقاتی کے پاس جانے لگے اس نے آگے بڑھ کر دروازہ
کھولا اور پردہ اٹھا کر اسی طرح ان کو ڈرائنگ روم میں پہونچا دیا۔ حکم کا منتظر کھڑا رہا۔
سگریٹ لانے کا حکم ہوا سگریٹ سگار لا کر نہایت سلیقہ سے پیش کئے ایک کونے میں
ادب سے کھڑا رہا۔ ملاقات سے فارغ ہو کر مسٹر حسین جانے لگے۔ اس نے ٹوپی لکڑی
اور برساتی لا کر ادب سے حاضر کی۔ مسٹر حسین نے چلتے وقت اپنا پروگرام بتایا۔
"ایلیس ہوٹل میں لنچ کھاؤں گا۔ لنچ سے کچھ منٹ پہلے سمتھ ٹرم میں بھیجدیں

ہوٹل میں گیا۔ لنچ آرڈر کیا۔ لنچ سے کوئی دو منٹ پہلے مسٹر حسین پہنچ گئے یہ دروازہ
پر منتظر ہے۔ ہوٹل میں لے گیا۔ اور انہیں لنچ کھلایا۔ مسٹر حسین لنچ کے بعد یہ کہکر رخصت
ہوئے کہ ۵ بجے ٹینس کلب میں پہونچوں گا اور چائے وہیں پیوں گا۔ یہ گھر آگیا
لیکن چائے کے وقت سے کچھ پہلے وہ ہمیں ٹرام میں دکھائی دیتا ہے ٹینس کا ریکٹ
اس کے ہاتھ میں ہے ٹینس کا سوٹ ایک سوٹ کیس میں اس کے ہمراہ ہے مسٹر حسین
ابھی کلب میں پہونچے نہیں ہیں کہ وہ چائے کے متعلق حکم دے رہا ہے۔ کپڑے بدلنے کے
کمرے میں کپڑے لٹکائے اور منتظر رہا۔ ابھی وہ سیڑھیوں ہی پر تھا کہ ٹیکسی میں مسٹر حسین
آ گئے اس نے ادب سے سلام کیا۔ مسٹر حسین کے لئے لاکر چائے حاضر کی۔ مسٹر حسین کپڑے
بدلنے کے کمرے میں جا کر ایک آرام کرسی پر بیٹھ گئے۔ اس نے بوٹ اتارا اور کپڑے
اتارنے میں مسٹر حسین کو مدد دی۔ دوسرے کپڑے پہنائے۔ جو کپڑے اتارے تھے وہ کبس
میں رکھے اور حکم کا منتظر رہا۔ مسٹر حسین نے کہا کہ امپیریل ہوٹل میں آج ڈنر ہے میں آٹھ
بجے وہاں پہنچ جاؤں گا۔ اس نے ادب سے دریافت کیا کہ حضور کا نیا ڈنر سوٹ
لاؤں یا دوسرا۔ حکم ہوا کہ نیا۔ اسی وقت واپس آیا پہلے ان کپڑوں کو برش کر کے ٹرنک
میں رکھا اور ڈنر سوٹ مع تمام لوازمات کے نکالا۔ اسے سوٹ کیس میں رکھا جو جوتا
واپس لایا تھا اسے جھاڑ پونچھ کر قرینہ سے رکھا اور دوسرے جوتے کو جھاڑ کر ٹھیک کیا
تھوڑی دیر میں اِدھر اُدھر نوکروں سے گپ کی سگریٹ پیا اور ٹھیک سات بجے پھر
روانہ ہو گیا۔ امپیریل ہوٹل کے منیجر سے جا کر کپڑے بدلنے کے لئے کمرے کو پوچھا اور کپڑے
کمرے میں رکھکر باہر انتظار کرنے لگا۔ مسٹر حسین آتے ہوئے دکھائی دیئے انہیں کپڑے
بدلنے کا کمرہ بتایا جہاں ان کا ڈنر سوٹ رکھا ہوا ہے۔ مسٹر حسین کو کپڑے بدلوائے
اور پھر رخصت ہوا۔ پہلے آ کر کپڑے سلیقہ سے رکھے اور پھر خود کھانا کھانے لگا۔
اسے معلوم ہے کہ مسٹر حسین ۱۱ بجے آئیں گے وہ ساڑھے دس بجے سے کمرے میں منتظر

ایک نوکر میں خود بخود پیدا ہو جاتا ہے۔ وہ اپنے محلے کے رہنے والوں سے سیدھے منہ بات نہیں کرتے۔ اکثر لوگوں کو دھمکاتے ہیں کہ صاحب سے کہکر یہ کرا دوں گا اور یہ کرا دونگا البتہ انگریزوں کا کوئی مسلمان خدمت گار ایسا نہیں ہوا جس نے انگریزی صحبت سے سور کا گوشت کھانا شروع کر دیا ہو۔

کیسے مسلمان خدمتگار پیدا کئے جائیں

جو مسلمان انگریزوں کی خدمتگاری کے لئے تیار کئے جائیں ان کو حسب ذیل طریقہ سے تربیت دی جائے۔

(۱) اسلام کے بنیادی اصول اس کو بتائے جائیں اسلام نے فاتحانہ زندگی کے کامیاب بنانے کے لئے جو ہدایات کی ہیں ان کو ذہن نشین کرایا جائے۔

(۲) سب سے پہلے ان کو نماز کا پابند کیا جائے۔ نماز میں دینی فائدہ کے علاوہ دنیاوی فائدہ یہ ہے کہ جو مسلمان خدمتگار نماز کا پابند ہے۔ وہ صبح سویرے اٹھیگا۔ صاف اور ستھرا رہنے کا خیال اس کے لئے مقدم ہوگا۔ وقت کی پابندی کی عادت اس کو قدرتاً ہو جائے گی۔ اس کی صحت قدرتی طور پر اچھی ہوگی۔ وہ شرعی ممنوعات سے قدرتی طور پر بچے گا اور اس طرح وہ ایک اچھا خدمت گار ثابت ہوگا۔ اس کے علاوہ صاحب بہادر کے دل پر اسلام کا اچھا اثر جمانے میں کامیاب ہوگا۔

(۳) دوسری چیز جس پر زور دیا جائے وہ "سچ" بولنا ہے۔ اسلام نے "سچ" بولنے پر جس قدر زور دیا ہے۔ اس کو واضح کیا جائے سچ خود اپنی ذات میں نہایت اچھی چیز ہے اور سچا خدمت گار ہمیشہ اپنے ساتھیوں پر ممتاز رہے گا جس آقا کے دل پر

یہ نقش بیٹھ جائے کہ اس کا ملازم رہنا ہے اس کے لئے جو قسمت ایک انگریز آقا کے دل میں ہوگی دوسرے کے لئے نہیں ہو سکتی۔ اور یہ قسمت اس کی وابستگی اور ترقی کے لئے بہت مفید ثابت ہوگی۔

(۴) تیسری چیز ایمانداری ہے۔ مذہباً ایک مسلمان کو ایماندار رہنا چاہئے۔ مذہب کی روشنی میں خدمت گار پر ایمانداری کی اچھائیاں واضح کی جائیں اور دنیوی اور دینی اعتبار سے ایمانداری کے فوائد بتائے جائیں۔

(۵) فرض کو فرض کی طرح انجام دینا در اصل یہ سب سے ضروری چیز ہے مسلمان کی تعریف یہ ہے کہ وہ جس چیز کو فرض قرار دیتا ہے اسے پورے طور پر انجام دیتا ہے۔ اس کی زندگی میں فرض کا درجہ اول ہے۔ جو شخص فرض کو فرض کی طرح انجام دیتا ہے وہ خدا اور بندے دونوں کے نزدیک بہترین انسان ہے خدمتگار اس اصول پر کاربند ہو کر ہمیشہ ترقی کر سکتا ہے۔

(۶) چوری ہر مذہب میں مذموم ہے۔ اسلام نے تو اس کی سخت سزا تجویز کی ہے پھر کس قدر شرم کی بات ہے کہ مسلمانوں میں چوری کی عادت ہو۔ کوئی خدمتگار اپنی نوکری پر برقرار نہیں رہ سکتا اگر وہ چوری کرتا ہو۔ قطع نظر اس کے کہ چوری کرنے والا شخص ہمیشہ کیفر کردار کو پہنچتا ہے۔ اس پر بہت زور دیا جائے اور چوری کرنے کے خیال سے خدمت گار کو اس قدر خوفزدہ کر دیا جائے کہ اگر وہ کبھی اس کا خیال بھی کرے تو اس پر خوف خدا اور دنیاوی سزا کے ڈر کا ایک لرزہ پیدا ہو جائے۔

(۷) محنت کرنے کا اس کے دل میں خیال ہی نہ پیدا کیا جائے بلکہ اس میں اس کا ایک غیر معمولی جوش پیدا کیا جائے۔ اور بتایا جائے کہ دنیا میں جس شخص نے ترقی کی ہے وہ قسمت اور صرف محنت ہی کی بدولت ہے۔

(۸) سلیقہ مندی ایک ایسا جوہر ہے جو ہر موقع پر اور ہر جگہ مقبول ہوتا ہے

ایک کام بے سلیقہ پن سے بھی ہو سکتا ہے لیکن جب با سلیقہ مندی سے کیا جائے تو
قدرتی طور پر کام لینے والے کا دل اس سے خوش ہوگا اور وہ ایسے شخص کی ترقی کا
خواہاں ہوگا۔

(۹) ترتیب کا سلیقہ جس خدمت گار میں پیدا کر دیا جائے گا وہ آقا کے گھر کو
جنت کا نمونہ بنا دے گا۔ اس کے لئے اس کے دل میں ایک ایسی تڑپ پیدا کر دینی چاہئے
کہ اس کو کسی چیز کو بے سلیقہ پن سے پڑی ہوئی دیکھ کر ایک الجھن پیدا ہونے لگے۔

(۱۰) لباس کی خواہش ایسی رکھے کہ وہ کسی طرح آقا یا اس کے ملنے والوں
کے مساوی نہ معلوم ہو۔

اگر اس قسم کے خدمت گار پیدا ہو گئے تو کون کہہ سکتا ہے کہ کوئی دوسرا ان کے
مقابلہ میں اس پیشہ میں ٹھہر سکے گا۔ مسلمان کے لئے اس میں خوبی یہ ہے کہ جو عادات
اس تربیت کے سلسلہ میں اس میں پڑ جائیں گی۔ وہ اس کا دین اور دنیا دونوں درست
کر دیں گی۔ خدا کے ہاں اس کا رتبہ بلند ہوگا اور دنیا میں اس کو اچھی سے اچھی تنخواہ
ملے گی۔ اور جو لوگ مسلمانوں میں یہ خوبیاں پیدا کریں گے ان کے درجات کی ترقی
ہوگی۔ خدا ان سے خوش ہوگا اور دنیا ان کی مداح۔

خدمت گاری کے یہ چند اصول ہیں جو ہر جگہ کام دیں گے۔ اور ہر قوم کے آقا کے
لئے ایسے خدمت گاروں کا وجود مفید ہوگا۔

انگریز کا خدمتگار

جس کام میں دقت زیادہ ہوتی ہے اسی کام میں روپیہ بھی زیادہ پیدا ہوتا ہے
ہندستان میں انگریز خدمت گار کو جو تنخواہ دیتا ہے وہ عموماً ہندوستانی نہیں دیتے
لیکن اس کے ساتھ ہی انگریز کے خدمت گار کے فرائض بھی کچھ مشکل ہوتے ہیں۔

ہندوستان میں بھی انگریز ایسا خدمتگار چاہتا ہے جیسا کہ سیتہ مس کا ذکر کہیں کیا
جا چکا ہے۔ انگریز کے خدمت گار کو دوسرے خدمت گاروں کے مقابلہ میں زیادہ
ایماندار اور زیادہ چست و چالاک زیادہ سچا۔ زیادہ مستعد ہونا چاہئے اور آقا کے
احکام کی نسبتاً ہوشمندی سے تعمیل کرنی چاہئے۔ ہم جانتے ہیں کہ ہمارا مجوزہ خدمتگار
ایک انگریز کی خدمت گاری بھی بہت اچھی طرح کر سکتا ہے۔ لیکن اسے یہ یاد رکھنا
چاہئے کہ اس کا آقا ایسے ملک کا رہنے والا ہے جہاں روزمرہ کی زندگی ہندوستان
سے زیادہ منتظم ہے۔ اسے یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اس کے آقا کے دماغ میں حکومت کی
بھی ہے۔ اسے یہ معلوم رہنا چاہئے کہ اس کا آقا ہندوستان میں اپنی روزانہ زندگی کو
اس قدر منتظم کرنا چاہتا ہے جس طرح انگلستان میں ہوتی ہے۔ اس کو معلوم ہونا چاہئے
کہ اس کا آقا جھوٹ کو ایک قوی گناہ خیال کرتا ہے۔ فریب کی سخت ترین سزا
دلا سکتا ہے۔ چوری کر کے وہ اس آقا کے ہاتھ سے نہیں بچ سکتا۔ صفائی میں کوتاہی
کر کے وہ ایک منٹ نوکری پر برقرار نہیں رہ سکتا۔ اس کا آقا ایک چست و چالاک
قوم کا فرد ہے جس کے افراد سستی اور کاہلی کو جرم خیال کرتے ہیں۔ اس لئے اسے
بھی نہایت چست و چالاک ہونا پڑے گا۔ اس کے علاوہ سب سے بڑا کام اسے
اپنے مذہب کے لئے یہ کرنا ہے کہ آقا کی رائے مذہب اسلام اور اس کے پیروؤں
کی نسبت اچھی ہو یہ کام علمائے کرام اور آقا کے مسلمان ملنے والوں سے نہیں وہ
خدمت گار ہی کر سکتا ہے کیونکہ صاحب بہادر کو اسلام کی خوبیاں معلوم کرنے
کی نہ فرصت اور نہ ضرورت۔ آقا کے مسلمان ملنے والے عموماً اہل غرض اور ایک
دوسرے کی غیبت کرنے والے پھر یہ کام اسی کے ذمہ ہے۔ یورپ روزانہ زندگی
میں خوشگواری پیدا کرنے والے مذہب کو سب پر مقدم خیال کرتا ہے۔ اگر اسے معلوم
ہو گا کہ اس کا خدمت گار جو ایک معمولی درجہ کا مسلمان ہے اپنی روزانہ زندگی

کہ کس قدر تعلیم اور خوش اسلوبی سے کام کرتا ہے۔ اپنے فرائض کو کس قدر نیکی اور محنت سے انجام دیتا ہے تو اسلام اور مسلمانوں کی نسبت اس کی رائے کس قدر اچھی ہو گی اور حکمران قوم کے افراد کی رائے اگر اسلام کے متعلق اور اس کے پیروؤں کی نسبت اچھی ہو تو مسلمانوں کو اس سے کس قدر فائدے پہنچ سکتے ہیں۔ مذہب کی خوبی عام لوگ اس کے پیروؤں کی حالت سے دیکھتے ہیں اور انگریزوں کا تو نقطۂ نظر یہی ہے ہم سمجھتے ہیں کہ اگر اسی نقطۂ نظر سے ایک خدمت گار کسی انگریز آقا کی نظروں میں چڑھ گیا تو گویا اس نے صاحب بہادر کو آدھا مسلمان کر لیا۔

انگریزوں کے خدمتگاروں کی چند مثالیں

اللہ دیا۔ چودہ برس کی عمر میں ایک معمولی سے انگریز کے ہاں نوکر رہا۔ اس کی تنخواہ پانچ روپیہ تھی اور کھانا ملتا تھا۔ اس کی ماں اس وقت بیوہ ہوئی جب اس کی عمر دو برس کی تھی یہ عورت نہایت نیک پارسا تھی اس نے اپنے بچہ کو نماز سکھائی۔ سچائی۔ ایمانداری۔ محنت۔ سلیقہ مندی کی تعلیم دی اور ایک پادری صاحب کی معرفت جو چودہ برس میں رہتے تھے اسے نوکر کرایا۔ تھوڑے دنوں میں یہ لڑکا سب نوکروں سے زیادہ صاحب بہادر کی نظروں میں چڑھ گیا۔ ہر کام نہایت سلیقہ مندی سے کرتا۔ اس کی تنخواہ بڑھ گئی۔ چند نوکروں نے مل کر اسے نکلوانا چاہا۔ چوری بنائی گئی اور مقدمہ صاحب کے سامنے پیش ہوا۔ گواہ موجود تھے۔ ثبوت مکمل تھا۔ صاحب نے بلا کر اللہ دیا سے پوچھا اس نے جواب دیا کہ یہ سچ ہے کہ آپ کا بٹوہ خانساماں نے میرے کوٹ کی جیب سے نکالا لیکن میں نے چرایا نہیں۔ مجھے نہیں معلوم کہ یہ کیونکر یہاں پہنچ گیا۔ صاحب واقف تھا کہ اللہ دیا کبھی جھوٹ نہیں بولتا اس کا یقین کر لیا۔ دوسرے نوکروں پر تشدد ہونے کے بعد معلوم ہوا کہ یہ سب فریب تھا کسی نوکر

برخاست کر دیے گئے۔ لیکن اللہ دیا اپنی جگہ پر قائم رہا۔ صاحب ولایت جانے لگا تو اپنے ایک دوست سے کہا کہ میرا خدمت گار اللہ دیا بہت ایماندار صاف ستھرا اور محنتی ہے۔ اگر تم اسے نوکر رکھ لوگے تو بہت اطمینان سے رہو گے۔

ان صاحب کو اپنے نوکر سے شکایت تھی کہ وہ چور ہے اسے نکال دیا گیا اور اللہ دیا اس کی جگہ اور ترقی پر رکھ لیا گیا۔ ان صاحب کا کام وہرہ کا تھا۔ گھر میں بال بچے نہ تھے۔ روزانہ کے کام میں تو یہ پھرتی اور ہوشیاری کرتا ہی تھا۔ بے ایمانی دغا اور چوری کے متعلق صاحب اطمینان کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ کبھی انہوں نے روپیہ ادھر ادھر ڈالے کبھی گھڑی اتار کر برآمدہ میں چھوڑ آئے۔ اور خاموش ہوگئے لیکن اللہ دیئے نے ہمیشہ سب چیزیں اٹھا اٹھا کر دیں۔ اللہ دیئے کو اب پندرہ روپیہ ماہوار اور کھانا ملتا تھا۔ وہ اس کی ماں دونوں خوش تھے۔

ایک روز صاحب رات کو واپس آئے جب قاعدے کے ساتھ اللہ دیا سب کام کر چکا تو صاحب نے اپنے کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالا تو بٹوہ غائب۔ کئی ہزار کے نوٹ اس میں تھے۔ صاحب کا دماغ چکرا گیا۔ اسی وقت موٹر منگوایا اور جہاں جہاں گئے تھے گئے اور ڈھونڈا بٹوہ نہ ملا۔ تو واپس آگئے۔ رات بھر پریشان رہے۔ صبح کو اللہ دیا علی الصباح گھر سے آیا۔ کوٹھی کے کمپاؤنڈ میں ایک کیاری میں اسے بٹوہ پڑا ہوا دکھائی دیا۔ وہ جانتا تھا کہ اس میں کئی ہزار کے نوٹ ہیں وہ جانتا تھا کہ اگر میں اس بٹوہ کو اڑا دوں تو مجھ پر شبہ نہ ہوگا۔ لیکن بندہ کا بندہ بٹوہ لے کر گیا۔ اور جب صاحب بیدار ہوئے تو سارا ماجرا سنایا اور ان کو بٹوہ دیا۔ صاحب خوش ہوگئے۔ اور اسی وقت ایک ہزار روپیہ اسے دیدیا۔ اگر اللہ دیا بٹوہ اڑا لیتا تو شاید وہ اس قدر نفع نہ اٹھاتا۔ جتنا کہ اس نے اٹھایا اس لئے کہ اس کا اعتبار بڑھتا گیا اور اب وہ اس قدر روپیہ کما چکا ہے جو کبھی نہ چرا سکتا تھا۔ جب کلب میں اس واقعہ کا ذکر ہوا تو سب

صاحب اس خدمت گار سے دیکھنے کے شائق ہوئے شام کو کلب میں بلا لیا۔ اور
ہر انگریز نے کچھ نہ کچھ انعام دیا۔ آخر آج ہز ایکسیلنسی وائسرائے صاحب کا خاص خدمتگار
ہے۔ اور اس کی جائز آمدنی اس قدر معقول ہے کہ وہ ایک معقول جائداد کا مالک ہے

احمد بخش کی ابتدائی حالت ہم نے دیکھی ہے۔ جامع مسجد کے نیچے بھیک مانگا
کرتا تھا۔ خدا ڈپٹی احمد دین کا بھلا کرے انہیں نے ایک دن اس سے کہا کہ تو ہٹا کٹا
نوجوان ہے اگر اب میں نے تجھے بھیک مانگتے ہوئے دیکھا تو آوارہ گردی میں چالان
کرا دوں گا۔ نوکری کر نوکری اگر کہیں نوکری نہ ملے تو میرے پاس آئیو۔ چالان کا ڈر
احمد بخش کے دل پر ایسا بیٹھا کہ اس نے بھیک مانگنی چھوڑ دی کسی دستکاری سے
واقف نہ تھا۔ ڈپٹی صاحب کے پاس آکر کہا کہ میں نوکری کرنے کو تیار ہوں ڈپٹی صاحب
نے نوکر رکھ لیا۔ اور اس کو ایسی تربیت دی کہ آج گورنمنٹ ہوس کے خدمتگاروں
میں اس کا درجہ سب سے بلند ہے ہر خدمت گار اس کا ادب کرتا ہے سب انگریز اس
کو ایماندار جانتے ہیں۔ جو کام اس کے سپرد ہیں انہیں اس خوبی سے اور جلدی سے
کرتا ہے کہ ہر شخص داد دینے پر مجبور ہے۔ اس کی تنخواہ بڑے بڑے بابوؤں سے اچھی
ہے۔ ایک پیسہ کی بے ایمانی اس کے لئے کفر ہے۔ مزاج کا کڑا ہے لیکن اس پر بھی آپے سے
جدا نہیں کیا جاسکتا۔ مذہب کا اس قدر پابند ہے کہ ایک روز جمعہ کی نماز کے وقت
چیف سکرٹری صاحب سے اجازت مانگی۔ یہ صاحب نئے آئے ہوئے تھے واقف
نہ تھے۔ کچھ اول جلول جواب دیا۔ یہ چلا گیا اور نماز پڑھکر واپس آیا تو سکرٹری صاحب
خفا ہونے لگے۔ اس نے کہا کہ حضور نوکری رہے یا جائے مذہب کو نہیں چھوڑ سکتا
اتنے میں ایک اور صاحب سکرٹری صاحب سے ملنے آئے انہوں نے چیف سکرٹری
صاحب کو سمجھایا۔ اور پھر تو یہ حال ہو گیا کہ چیف سکرٹری صاحب اگر کسی شان کے

وقت کے قریب کوئی کام بتاتے تھے تو پہلے پوچھ لیتے تھے کہ احمد بخش تمہاری نماز کو تو دیر نہ ہوگی۔ اور اکثر اوقات تو یہ دیکھا گیا ہے کہ صاحب خود گھڑی دیکھ کر کہتے تھے کہ احمد بخش تمہاری نماز کا وقت ہوگیا۔ جاؤ۔ رکئی ور جن تمغے اس کے پاس ہیں ہر افسر جس کا اس سے سابقہ پڑ چکا ہے۔ اس کا خیال کرتا ہے۔ خدا جھوٹ نہ بلائے تو بیسیوں آدمیوں کو یہ نوکر رکھا چکا ہے۔ وقت کا پابند ہے۔ ہر کام سلیقے سے کرتا ہے۔

وحید کرنل ۰۰ کا خدمت گار ہے۔ نہایت ہوشیار چست و چالاک ہے۔ صاحب اور میم صاحب یہ جانتے ہیں کہ نہ خود چور ہے نہ کسی کو چوری کرنے دیتا ہے نہ خود بے ایمان ہے نہ دوسرے کو بے ایمانی کرنے دیتا ہے ایک دفعہ ایک خدمتگار نے ایک سیفٹی پن چرالی۔ کرنل صاحب نے اسے پولیس کے حوالہ کر دیا۔ اور اُسے چھ مہینے کی قید ہوگئی۔ تو وحید نے ایک اور خدمتگار رکھوا دیا۔ یہ شخص پانچوں وقت کا نمازی اور بظاہر نیک تھا۔ مگر چور تھا۔ ایک دن اس نے شکر چرائی میم صاحب ویسے تو بہت معقول تھیں۔ مگر تھیں جز رس انہیں شبہ ہوگیا۔ اور تول جو کہ ہوئی تو شکر کم۔ خانساماں کو بلایا اس نے چوری کا اقرار کیا اور یہ بھی کہہ دیا کہ وحید کے سامنے لی تھی۔ وحید کی طلبی ہوئی۔ اور اس کے سامنے تمام حالات کی تفتیش ہوئی تو معلوم ہوا کہ جس وقت شکر چرائی گئی اس وقت وحید بھی وہاں موجود تھا میم صاحب کو وحید کے جھوٹ بولنے کا اس قدر صدمہ ہوا کہ انہوں نے رات کو کھانا نہیں کھایا۔ کرنل صاحب کو بھی حیرت ہوئی لیکن جب تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ وحید وہاں موجود تھا لیکن اس کو چوری کا علم نہیں تھا۔ نئے خدمت گار بھی جیل بھیج دیئے گئے لیکن وحید اب شملہ کے سب سے بڑے ہوٹل میں خدمت گاروں کا جمعدار ہے۔

مسٹر ولسن۔ مسٹر ڈیوڈ۔ اور مسٹر رین ایک ڈنر میں جانے والے تھے۔ لیکن پروگرام
یہ تھا کہ شکار سے شام کو آٹھ بجے کی گاڑی سے واپس آئینگے اور اسٹیشن ہی پر
کپڑے بدل کر ڈنر میں چلے جائیں گے۔ کیونکہ وقت تنگ ہوگا انہوں نے نوکروں کو ہدایت کی کہ
ڈنر سوٹ لے کر ۸ بجے اسٹیشن پر آؤ۔ مسٹر ولسن کے خدمتگار نے چھ بجے سے کپڑے
نکالے۔ برش کئے اور سات بجے روانہ ہوگیا۔ مسٹر ڈیوڈ کے خدمتگار نے کپڑے
تو نکال لئے اور چل بھی دیئے۔ لیکن راستہ میں گھر پڑتا تھا خیال ہوا کہ ایک حقہ پیتے چلو
ابھی تو دیر ہے۔ گھر چلے گئے۔

مسٹر رین کا خدمتگار ایک چلتا ہوا آدمی تھا اسے اپنی ہوشیاری پر بہت
ناز تھا۔ دن بھر غائب رہا۔ سات بجے کے بعد کوٹھی پر آیا جلدی میں کپڑے نکالے۔
اور چلتا بنا۔ گاڑی آگئی صاحب اترے۔ مسٹر ڈیوڈ کے خدمتگار تو ابھی پہنچے ہی نہیں
ڈیوڈ صاحب نے دو چار گالیاں دیں اور کوٹھی جانے لگے۔ ابھی گاڑی کچھ ہی دور
گئی ہوگی کہ خدمتگار صاحب آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ گاڑی سے اتر کر صاحب
بہادر نے دو چار ٹھوکریں اس زور سے رسید کیں کہ مزا آگیا۔ بہرحال روتا پیٹتا آیا۔
اور کپڑے پہنائے۔ مسٹر ڈیوڈ جب کمرے میں پہونچے تو عجب ماجرا دیکھا مسٹر رین کے
ہاتھ میں بنت ہے اور وہ خدمتگار کو مار رہے ہیں۔ اس قدر مارا کہ بے ہوش ہوگیا معلوم
کیا تو جانا کہ ٹائی بھول آیا۔ غنیمت ہوا کہ مسٹر ولسن کا خدمتگار محض احتیاط کے
طور پر دو ٹائیاں لے آیا تھا۔ وہ ٹائی مسٹر ڈیوڈ نے لگائی۔ اور بہ وقت تمام ڈنر
میں گئے۔ مسٹر ڈیوڈ اور مسٹر رین دونوں نے اپنے خدمتگاروں کو الگ کر دیا۔
اور مسٹر ولسن نے اپنے خدمتگار کی ترقی کر دی۔

محمد رفیع میں ہزاروں خوبیاں تھیں۔ یہاں تک کہ وہ اس کی خوبیاں ہی

کا نتیجہ تھا کہ آنریبل مسٹر فاکس کی میم صاحب نے اصرار کیا کہ محمد رفیع کو بھی ان کے
زمانہ میں ساتھ لے چلو۔ چنانچہ وہ ولایت گیا اور وہاں اس نے باوجود وہاں کی
زبان نہ جاننے کے جس طرح خدمت گاری کے فرائض انجام دیئے۔ ان کی
بدولت بعض انگریز خدمت گاروں کو اس سے حسد ہو گیا تھا۔ میم صاحب
بہت سلیقہ مند عورت تھیں۔ لیکن محمد رفیع جس طرح اس کے گھر کی اور اس
کے بچوں کی خدمت کرتا تھا۔ اس نے اسے میم صاحب کی آنکھ کا تارا بنا دیا
تھا۔ میم صاحب بچوں کو اور گھر کو اس پر چھوڑ کر چلی جاتی تھیں۔ لیکن مجال ہے کہ
بچوں کے معمولات میں فرق آ جائے۔ مجال ہے کہ کسی بچہ کے لباس میں کسی قسم
کی خرابی پیدا ہو۔ وقت پر کھانا کھلانا۔ وقت پر نہلانا دھلانا وقت پر ہوا خوری
کو لے جانا۔ یہ سب باتیں رفیع میں خوبی کی تھیں۔ لیکن صاحب بہادر کی شراب
نوشی کا اثر اس پر بھی پڑا۔ پہلے بھی کبھی شراب پینے لگا۔ پھر شراب کی چوری پر
نوبت پہونچی۔ خیر یہ بھی برداشت کی گئی۔ شراب کے ساتھ ساتھ آوارگی مزاج
میں آ گئی۔ جو کچھ پیدا کیا تھا وہ ان نامراد عادتوں کی نذر ہوا۔ اسے تیس روپیہ
کھانا ملتا تھا۔ لیکن وہ بیوی بچے جو اس سے آدھی تنخواہ میں خوش و خرم رہتے
تھے۔ وہ زدہ حال تھے۔ جب گھر کا اثاثہ بھی ختم ہوا تو ایک روز میم صاحب کا
بٹوا چرایا۔ پولیس میں رپورٹ ہوئی۔ پولیس نے رفیع پر بھی سختی کرنی چاہی۔ لیکن
میم صاحب نے کہہ دیا کہ یہ ایماندار آدمی ہے۔ اس پر ہمیں شبہہ نہیں۔ لیکن
دوسرے روز بٹوا بیچتے ہوئے گرفتار ہوئے۔ اور چھ ماہ کی سزا ہو گئی۔ سزا بھگتنے
کے بعد پھر آیا اور اپنے قصوروں کی معافی مانگی اور پھر رکھ لیا گیا۔ لیکن رفتہ رفتہ
پھر شراب شروع ہو گئی۔ ایک دن رات کو شراب کے نشہ میں وحشت کی حالت میں آیا۔
اپنی ترنگ میں سونے کے کمرہ کے شیشے توڑ ڈالے اور اندر گھس گیا۔ صاحب

نے اندھیرے میں چور سمجھ کر پستول کا فیر کیا وہ خالی گیا۔ اور یہ بھاگا سیڑھی پر سے گرا اور ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ گئی یہ سلیقہ مند۔ ہوشیار۔ سمجھدار اور قابل خدمت گار سڑک کے ایک کونے پر پڑا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ اور اس کی زندگی بھیک کے ٹکڑوں پر ہے۔ جو اس کی بداعمالی کا نتیجہ ہے

یہ مثالیں ہم نے اس لئے دی ہیں کہ خدمت گاری پر آمادہ ہونے والے حضرات دیکھ لیں کہ برائی کا انجام کیا ہے اور نیکی کے نتائج کیا ہیں۔ نیک ہونا انسان کی فطرت میں ہے۔ اگر لوگ نیک ہو کر خدمت گاری کا پیشہ کرنا چاہیں تو ان کے لئے ترقی کا میدان بہت وسیع ہے۔

ہندو کا خدمتگار

ہندو اس وقت تک بہت کم مسلمان خدمت گار رکھتے ہیں لیکن سمجھدار سلیقہ مند خدمت گاروں کی بڑھتی ہوئی ضرورت تعلیم یافتہ اور روشن خیال ہندوؤں کو مجبور کر رہی ہے کہ مسلمان خدمت گار رکھے جائیں۔ جن لوگوں کو ہندوؤں کی خدمت گذاری کے لئے تربیت دی جائے۔ ان کے لئے خدمتگاری کے بنیادی اصولوں اور اپنے مذہب کی پابندی کے خیال کے علاوہ جس چیز کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہئے ان کا ذکر ذیل میں کیا جائے گا۔

ایک انگریز اور ایک مسلمان کے کیرکٹر اور ایک ہندو کے کیرکٹر میں سب سے بڑا اور بین فرق یہ ہے کہ اول الذکر دونوں اقوام کے آقا عموماً جلد کھانے کام اور وقت پر کام کو مقدم سمجھتے ہیں لیکن ایک ہندو خواہ وہ کسی قدر بھی تعلیم یافتہ کیوں نہ ہو اس کے مزاج میں کتنی ہی فضول خرچی کیوں نہ ہو پھر بھی وہ جزرسی

اور کفایت شعاری کو مقدم رکھے گا۔ ہندو آقا کو سب سے زیادہ صرف وہ خدمتگار
خوش رکھ سکتا ہے جو بازار سے سودا چکا کر اور سستا خرید کر لائے۔ جو اپنے فرائض
کی انجام دہی میں کفایت شعاری کا خیال رکھے۔ اس کے علاوہ وہ نوکر ہندو آقا
کی نگاہ میں ہمیشہ کھٹکتا رہے گا جو اپنی روزانہ زندگی میں بھی فضول طرح ہو کیونکہ
آقا یہ سوچتا ہے کہ جب میں اس قدر مالدار ہو کر اس قسم کی زندگی بسر کرتا ہوں تو
نوکر کی معاشرت بھی اسی درجہ کی ہونی چاہئے۔ جو د جو اس کی اور میری آمدنی
میں فرق کا ہے۔ ہندو حضرات عموماً مسلمانوں سے بدگمان ہوتے ہیں کہ وہ بدنظر
ہوتے ہیں۔ جس خدمت گار کو ہندوؤں میں نوکر کرانے کے لئے تربیت دی جائے
اس پر خاص طور پر یہ واضح کرنا چاہئے۔ اور مذہبی احکام کے ماتحت اس کے ذہن
نشین کرنا چاہئے کہ پرائی بہو بیٹی پر بری نظر ڈالنی خدا کے نزدیک کس قدر بری
ہے۔ اس کے علاوہ اس کو کفایت شعاری کی خاص تعلیم دینی چاہئے بلکہ ہماری
رائے میں تو جن لوگوں کو خدمت گاری کی تربیت دی جا رہی ہو ان میں سے صرف
ایسے لوگوں کو ہندوؤں کے ہاں خدمتگاری کرنے کی تربیت دی جائے جو قدرتی
طور پر کفایت شعار ہوں۔ نگاہوں میں شرم ہو۔ اور بدنظری کو نہایت برا خیال کریں
اگر یہ لوگ ادھیڑ ہوں تو زیادہ بہتر ہے مگر ہم ایسے مسلمان خدمتگار پیدا کر سکیں جو ہندو
عورتوں کی طرف متوجہ نہ ہوں بلکہ ان کو اپنی مائیں اور بہنیں سمجھیں تو ہم برادران
وطن کے اس اعتماد کو حاصل کرنے میں کامیاب ہوں گے۔ جو ہمارے بعض بدقسمت
بھائیوں نے کھو دیا ہے۔ اور اس سے جو بہترین نتائج مرتب ہو سکتے ہیں ان کا
اندازہ کرنا کچھ مشکل نہیں۔ ہم یہاں بھی یہ زور دیں گے کہ جو مسلمان خدمتگار
ہندوؤں کے ہاں ملازم ہوں۔ وہ بھی مذہب کے سخت پابند ہوں۔ اور اپنے
اچھے نمونے اور نیک اخلاق۔ ایثار۔ خاکساری۔ دیانت داری کا اچھا سکہ ان کے

دل پر بٹھائیں۔
ہندو آقا کی مزاج شناسی اور اس کا اعتماد حاصل کرنا کچھ مشکل نہیں۔ بشرطیکہ یہ باتیں خاص طور پر ذہن نشین کر لی جائیں۔ جو اوپر درج کی گئی ہیں ذیل میں ہم ہندو کیرکٹر کا ایک واقعہ لکھتے ہیں۔ جو گو لطیفہ معلوم ہوتا ہے لیکن دراصل ایک واقعہ ہے۔ اس سے ہمارے خدمت گار بھائیوں کا اپنے ہندو آقاؤں کے مزاج کا رُخ معلوم ہو سکے گا۔

لالہ رام داس ایک کروڑپتی آدمی تھے۔ تجارت پیشہ طبقہ میں انکی خاصی عزت تھی۔ ان کا ایک واقعہ ہے کہ جو خود ان کے منیب نے بیان کیا ہے۔ (نام فرضی ہیں)۔

سوال۔ منیب جی تم نے تو لالہ جی پر بڑا قبضہ کر رکھا ہے تمہارا نام لئے بغیر اور تمہارے مشورہ کے بغیر سیٹھ جی کچھ کام ہی نہیں کرتے۔

جواب۔ بھائی صاحب آپ کو معلوم نہیں کہ میں نے کس قدر مشکل سے یہ بھروسہ پیدا کیا ہے۔ اب اگر کوئی بھول بھی میری برائی کرے تو لالہ جی یقین نہیں کر سکتے۔ لیکن تم سے کچھ پردہ نہیں۔ میں نے کچھ پیسے کھو کر اتنا روپیہ پیدا کیا ہے۔

سوال۔ بھئی بتاؤ تو وہ ترکیب کیا ہے؟

جواب۔ سنو۔ جب میں اول اول نوکر ہوا جیسے کوئی بیس برس ہوئے تو میں یہ دیکھتا تھا کہ جب کبھی لالہ جی کچھ سودا خریدتے تو دوکاندار کا ناک میں دم کر دیتے اور کچھ نہ کچھ زیادہ ہی لیتے۔ اور جب کبھی دوسرے سے سودا منگواتے تو اکثر اوقات تو یہ شبہ کرتے کہ یہ بیچ میں کچھ کھا گیا ہے۔ لیکن اگر بہت ہی اعتبار دار ملازم ہوا تو اس کو یہ کہکر ڈانٹ دیتے کہ ٹھگا کر نہیں لایا۔ ہمیں ان دنوں کوئی پوچھ کچھ نہ

تھی۔ ایک دن لالہ جی نے مجھ سے شام کو دو پیسے کی کوڑیاں منگوائیں۔ میں ڈرتا تھا کہ کہیں آج ہی مجھے "چور" کا خطاب نہ مل جائے۔ میں نے ڈھائی پیسے کی کوڑیاں لیں اور لالہ جی کو لاکر دیدیں۔ لالہ جی بہت خوش ہوئے اور روز مجھ سے منگوانے لگے۔ اس طرح گو میں نے اپنے ذمہ چار آنے مہینے کا خرچ باندھ لیا لیکن میں آپ کو کیا بتاؤں کہ میں نے اس طریقے سے جو اعتماد حاصل کیا اس کی بدولت نہ صرف یہ کہ میں برابر ترقی کرتا گیا۔ بلکہ لاکھوں روپیہ کے سودے میری معرفت ہوتے جس میں مالک کا نقصان کئے بغیر میں نے ہزاروں روپیہ کمائے اور یہ سب اسی کا نتیجہ ہے کہ آج آپ بھی مجھے عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور آپ کی کرپا سے اب میری جائداد بیس ہزار روپیہ سے کچھ زیادہ کی ہے۔

میراں بخش سیٹھ چمن لال کے ہاں خدمت گار تھا۔ یہ سیٹھ صاحب سخت متعصب ہندو تھے۔ اور میراں بخش پکا مسلمان لیکن سیٹھ صاحب اس کے پابند مذہب ہونے سے بہت خوش تھے۔ اس لئے کہ اس نے سیٹھ صاحب کے گھر کی عورتوں کو ہمیشہ اپنی ماں بہن کے برابر سمجھا سیٹھ صاحب کا ذاتی کام اس پر بہت کم تھا۔ صرف ڈرائنگ روم کا منتظم تھا۔ اور یہ اپنی سلیقہ مندی سے اسے بہت صاف ستھرا رکھتا تھا۔ سیٹھ صاحب کے ہاں کی سب عورتیں اس کے سامنے ہوتی تھیں۔ اور انہیں اس پر اس قدر اعتماد تھا کہ اکثر گاڑی کے پیچھے کبس پر میراں بخش ضرور ہوتا تھا۔ جب سیٹھ صاحب کے گھر کی عورتیں باہر جاتی تھیں ایک روز خاصا جشن پڑا تھا کہ سیٹھ صاحب کی عورتیں اشنان کے لئے روانہ ہوئیں۔ جب گاڑی ذرا سنسان علاقہ میں پہونچی تو چار پانچ بدمعاش درختوں کے جھنڈوں میں سے نکل کر گاڑی کے سامنے آگئے اور ڈنڈے تان لئے

سائیس گاڑی پرسے کود کر بھاگا لیکن میراں بخش نے ڈاکوؤں کا مقابلہ کیا اور ایسی جوانمردی سے کیا کہ ان کے چھکے چھوٹ گئے۔ میراں بخش سخت زخمی ہوا لیکن عورتوں کا زیور اور ان کی عصمت بچانے میں کامیاب ہوا۔ سیٹھ صاحب اس کی اس جوانمردی سے اس قدر خوش ہوئے کہ اس کے علاج میں معقول روپیہ صرف کیا اور اس کے بعد ایک مکان اس کے نام لکھ دیا۔ آج میراں بخش کو مرے ہوئے دس برس ہو گئے لیکن سیٹھ صاحب کے دل پر اس کی موت کا داغ ایسا ہی ہے جیسا اپنے کسی قریبی رفیق کے مرنے کا ہوتا ہے۔ آج تک وہ اس کی بیوی اور اس کے بچوں کی گذر اوقات کے لئے تنخواہ دیتے ہیں۔

رائے بہادر گنگا پرشاد حکام رس آدمی تھے۔ انگریز ان کے ہاں اکثر ملنے آیا کرتے تھے لیکن وہ اکثر اس امر پر متعجب ہوتے تھے کہ ان کی خاطر مدارات میں کسی قسم کی خامی نہیں ہوتی۔ یہ سب عنایت خاں خدمت گار کی کارگذاری تھی۔ انگریزوں کی میزبانی اس کے سپرد تھی اور سچ یہ ہے کہ رائے بہادر صاحب اس معاملہ میں اس کی رائے کی پابندی کیا کرتے تھے۔ بعض ہندوؤں کو عنایت خاں کا وجود سخت ناگوار تھا۔ کئی مرتبہ اس کی کوشش کی گئی کہ اسے علیحدہ کر دیا جائے کئی مرتبہ انہیں غیرت دلائی گئی کہ مسلمان بڑے پاپی ہوتے ہیں۔ فلاں خدمت گار فلاں سیٹھ کا اس قدر زیور لے کر فرار ہو گیا۔ فلاں خدمت گار فلاں لالہ کی لڑکی کو بھگا لے گیا لیکن رائے بہادر کے دل میں عنایت خاں کی محنت مستعدی۔ کفایت شعاری اور سلیقہ مندی نے اس قدر گھر کر رکھا تھا کہ وہ کسی طرح اس کو جدا نہ کرنا چاہتے تھے ایک دفعہ تو انہوں نے کہا کہ حکام کے دلوں میں میری عزت پیدا کرنے میں اس کا بہت بڑا ہاتھ ہے اور یہ سچ بھی ہے کیونکہ ایک ڈپٹی کمشنر صاحب

نے کہا تھا کہ سیٹھ صاحب کسی ہندو رئیس کے ہاں ہم نے انگریزوں کی مہمان داری کا اس قدر اچھا انتظام نہیں دیکھا جس قدر آپ کے ہاں ہے۔ چنانچہ عنایت خاں کی اولاد آج تک ان کے خاندان میں برابر خدمت گاری کے فرائض انجام دے رہی ہے۔

ہندو حضرات کی مزاج شناسی کے متعلق ایک گر ہے جسے گرہ میں باندھ لینا چاہئے کہ عزت۔ وقت معقولیت سب پر کفایت شعاری مقدم ہے۔ ہندوؤں کے ہاں ملازم ہونے والے مسلمان خدمت گار اگر ایک اسی نکتہ کو اچھی طرح سمجھ لیں تو ان کی ترقی یقینی ہے۔

مسلمان امراء کا خدمت گار

خدمت گاری کے عام اصولوں کا پابند خدمت گار یہاں بھی کامیاب ہو سکتا ہے لیکن امرار کی مزاج شناسی کا کام ذرا مشکل ہے۔ مزاج کے سلسلہ میں ہم مسلمان امراء کو دو حصوں میں تقسیم کریں گے۔ نئی روشنی کے امیر اور پرانے خیال کے امیر

نئی روشنی کے امیروں کا خدمت گار

نئی روشنی کے امیروں کے خدمت گار کے لئے سوائے چند جزوی ترمیمات کے تمام ان باتوں کا خیال رکھنا چاہئے جو انگریزوں کے خدمت گار کے لئے ضروری ہیں۔ ان کے ہاں بھی پابندیٔ وقت اور سلیقہ شعاری کو تمام دوسری باتوں پر فوقیت ہے۔ اس کے علاوہ مسلمان رئیس کے خدمت گار کو ایشیائی ادب قاعدہ کا

لحاظ رکھنا پڑیگا۔ آقا کے بہت سے راز ہونگے جن کا اسے امانت دار ہونا پڑیگا۔ اکثر اوقات آقا کی ہاں میں ہاں ملانی پڑیگی۔ آقا کے ان عزیزوں کے میل جول یا تعلق کو قطع کرنا پڑیگا جن سے آقا ناراض ہے۔ ایسے موقع بھی آئیں گے کہ آقا اس کو کسی دوسرے کے بہکانے کے لئے کوئی ایسا کام کرنے کا حکم دیگا جن کا کیا جانا اسے منظور نہیں ہے۔ اب یہ ہوشیار خدمت گار کا کام ہے کہ وہ آقا کے اس عندیہ کو معلوم کرے اور اسے ٹال دے۔ بعض اوقات جھوٹ موٹ کسی کام کے نہ ہونے پر جس کے کرانے کا اس کا منشا نہ ہو اسے خفگی برداشت کرنی پڑے گی لیکن اس سب کا نتیجہ اس کے لئے اچھا ہوگا۔ مسلمان آقا بہت جلد خوش ہو جاتا ہے۔ اور بہت جلد ناراض بعض اوقات معمولی سی خوشنودی پر بہت معقول انعام دیدیتا ہے۔ اور بعض اوقات بہت معمولی سی فروگذاشت پر سزا دی جاتی ہے۔

آقا کے دوست احباب کے مراتب کو اس کے برتاؤ سے معلوم کرے گا اور ان کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کرے گا۔ لیکن یہ یاد رہے کہ یہ برتاؤ اکثر اوقات تبدیل ہوتا رہتا ہے۔ اس تبدیلی کا اسے علم رکھنا چاہئے۔ اور اس کے ساتھ برتاؤ میں اسی حساب سے تبدیلی کرنی چاہئے۔ اکثر اوقات مسلمان امرا کسی شخص سے ملاقات کرنے سے خود انکار کرنا نہیں چاہتے۔ لیکن خدمت گاروں سے ایسے برتاؤ کے متوقع ہوتے ہیں کہ ملنے کے خواہشمند خود بددل ہو کر اسکی طرف کا رُخ نہ کریں۔ اسے ان کاموں کے علاوہ جو دراصل اسکے سپرد ہیں آقا کے تمام کاموں کے متعلق خیال رکھنا چاہئے کیونکہ بعض اوقات اس سے ایسے کاموں کے نہ ہونے پر جواب طلبی ہو جاتی ہے۔ جو اس سے متعلق نہیں ہیں ذیل میں ہم مسلمان امراء کے نوکروں کی چند مثالیں درج کرتے ہیں۔

حسو خان نواب صاحب مراد آباد کا ملازم ہے۔ بڑا منہ چڑھا آدمی ہے۔ وہ کچھ بہت ہوشیار اور سلیقہ مند بھی نہیں ہے لیکن اکثر اوقات وہ نواب صاحب کو سنا سنا کر ایسی باتیں کرتا ہے کہ جس سے نواب صاحب پر یہ واضح ہو کہ نواب صاحب کی راحت کا دنیا جہاں سے زیادہ خیال رکھتا ہے۔ آج وہ صرف اپنے اس ایک ہنر کی بدولت اچھے اوسط درجہ کے بابو لوگوں سے مالی حالت میں ممتاز ہے۔ اچھے سے اچھا کھاتا ہے اچھے سے اچھا پہنتا ہے۔ اور نواب صاحب ایک دم کے لئے اسے جدا نہیں کرتے۔

رفعت خاں جیسا ہوشیار خدمت گار آج تک دیکھنے میں نہیں آیا۔ نواب صاحب اس سے بہت خوش تھے۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ خان بہادر فیاض علی صاحب نواب صاحب سے ملنے آئے پہلے ان صاحب کے لئے یہ حکم تھا کہ جس وقت آئیں انہیں آنے دو اور نہ روکو لیکن کسی وجہ سے ان کی طرف سے دل میں فرق ہو گیا اتنا قصور ضرور رفعت خاں کا ہے کہ اس نے اس کی خبر کیوں نہ رکھی۔ نواب صاحب ایک شخص سے باتیں کر رہے تھے کہ خان بہادر صاحب کمرے میں پہونچ گئے۔ نواب صاحب بہت تپاک سے ملے۔ خاطر تواضع کی لیکن رفعت خاں صرف اس وجہ سے معتوب ہو گیا کہ اس نے فیاض خاں صاحب کو باہر کیوں نہ روکا

ایک دن ایک صاحب تشریف لائے۔ احمد خاں نے انہیں کئی گھنٹے منتظر رکھا اور نواب کو زنانہ میں اطلاع نہ کی جب نواب صاحب ڈیوڑھی میں سے نکلے تو صاحب سامنے تھے۔ دریافت کیا گیا تو یہ بتایا گیا کہ میں تین گھنٹے سے منتظر ہوں نواب صاحب نے احمد خاں کو بہت برا بھلا کہا اور ملازمت سے موقوف کر دیا۔ لیکن ان صاحب کے جانے کے بعد ہی اسے بلا کر کہا کہ یہ سب تو میں نے ان کے دکھانے کے لئے کیا تھا تو نے بہت اچھا

گیا کہ ایسے کندۂ ناتراش کو نوکر رکھا۔

چھنو نواب صاحب خیر نگر کا بہت منہ چڑھا خدمت گار تھا۔ نواب صاحب عموماً اپنے کپڑے اُسے دیا کرتے تھے۔ اور بہت ہی محبوب رکھتے تھے۔ ایک دن حسن اتفاق سے نواب صاحب جو کپڑے پہنے ہوئے تھے اسی قسم کا ایک جوڑا چھنو بھی پہنے ہوئے تھا۔ جو اسے دو ایک دن قبل کچھ خفیف سی خرابی کی وجہ سے دیدیا گیا تھا۔ چھنو غریب کو یہ علم کہاں تھا کہ آج نواب صاحب اسی قسم کے کپڑے پہن کر برآمد ہوں گے۔ بہرحال جب نواب صاحب برآمد ہوئے تو جہاں تک کپڑوں کا تعلق تھا نواب صاحب اور چھنو میں کوئی امتیاز نہ تھا۔ چھنو نے نہایت ادب سے سلام کیا۔ نواب صاحب نے اسے سر سے پیر تک دیکھا اور تیوری پر بل آگیا حکم ہوا کہ میرے سامنے سے نکل جا۔ چنانچہ وہ چلا گیا۔ پھر اُسے برخاست کر دیا گیا۔ قصور صرف یہ تھا کہ اس کے اور نواب صاحب کے کپڑے ایک سے تھے۔

مسلمان رؤسا کی مزاج شناسی جس قدر مشکل ہے۔ اس قدر کسی دوسرے طبقہ کے لوگوں کی مشکل نہیں لیکن تربیت یافتہ خدمت گار ذرا سی ہوشیاری کے ساتھ بہت اچھی طرح رئیس کے مزاج میں دخیل ہو کر وہ کچھ حاصل کر سکتا ہے جو اکثر اوقات رئیس کے ہاں کے بڑے بڑے عہدہ دار نہیں حاصل کر سکتے۔

پرانے خیال کے مسلمان رئیس کا ملازم

پرانے خیال کے رؤسا میں بھی عموماً یہی عیب ہوتے ہیں۔ جو نئے خیال کے امراء میں۔ لیکن ان کے خدمت گار کو ان سب باتوں کا خیال رکھنے کے علاوہ

جزرسی پر بھی توجہ کرنی پڑتی ہے غرضیکہ بلحاظ مسلمان رؤساء کے ملازموں میں عموماً وہ خصوصیات ہونی چاہئیں جو ہندو رئیس اور ایک انگریز کے ملازم کی اجتماعی خصوصیات ہیں۔

اوسط درجہ کے مسلمان کا خدمتگار

یہ تو ظاہر ہے کہ اوسط درجہ کا آدمی ضرورت اور صرف ضرورت ہی کے لحاظ سے خدمتگار رکھے گا۔ وہ رئیسوں اور نوابوں کی طرح تفریح یا روپیہ کی کثرت اور اس کو ٹھکانے لگانے کے لئے دس پانچ خدمتگار نہیں رکھ سکتا۔ اور نہ اس میں اتنی گنجائش ہو گی کہ وہ رئیسوں کی طرح آئے دن غیر معمولی انعام اکرام سے اپنے خدمتگار کو خوش کر سکے یا اس کی فضول خرچی اور بیجا اسراف کو آسانی سے برداشت کر سکے۔ بلکہ وہ تو نپی بوٹی تلا شوروا دے کام چوکھا چاہے گا۔ اس لئے ایک اوسط درجہ کے مسلمان خدمتگار کو دیگر اصولی باتوں کے علاوہ جن کا ذکر کیا جا چکا ہے اور بھی کچھ باتوں کا خیال رکھنا چاہئے۔ ادب قاعدہ کا خیال تو ضرور رکھنا چاہئے۔ لیکن سب سے پہلے آقا کی طبیعت کا اندازہ لگا لے۔ اگر باوجود ایک اوسط درجہ کا آدمی ہونے کے بھی رئیس اور نوابوں کی سی آؤ بھگت چاہتا ہے تو تو مجبوراً وہ آقا کو حضور سرکار۔ خداوند وغیرہ سے خطاب کرے اور پانچ پانچ چھ چھ فرشی سلام وقت بے وقت کر لیا کرے۔ ورنہ آپ جناب سے گفتگو کرے اور عزت و ادب سے پیش آئے۔ چونکہ عموماً اوسط درجہ کا آقا اسی ادب قاعدہ کا عادی ہوتا ہے اور پسند بھی اسی کو کرتا ہے۔

کفایت شعاری کو اول اور ضروری اصول سمجھنا چاہئے۔ ہر چیز بازار سے خریدے کئی دکانیں پھر کر بھاؤ تاؤ کرنے کے بعد چکا کر خریدے۔ اسی طریقہ سے اشیاء کے بیجا اسراف پر بھی نگاہ رکھے اور حتی الامکان اسراف نہ ہونے دے۔

جو تنخواہ وغیرہ مقرر ہوائی میں خوشی سے اپنا گذارہ کرے اور اپنی کسی بات سے آقا پر یہ نہ ظاہر ہونے دے کہ اسکو اتنی سی تنخواہ وغیرہ کی پرواہ نہیں ہے اس سے بہتر ملازمت ہر جگہ مل سکتی ہے یا جہاں پہلے ملازم تھا اس سے بہتر حالت میں تھا۔ بلکہ جب تک بھی رہے اسی پر قناعت کرے۔ یا اگر گذارہ نہیں ہو سکتا تو ادب کے ساتھ آقا سے اکیلے میں اضافہ کے لئے عرض کرے۔ ایسا ہرگز نہ کرنا چاہئے کہ کام میں لاپرواہی برتنے لگے یا بات بات میں منہ پر رکھدے کہ اتنی سی تنخواہ میں میرا گذارہ نہیں ہوتا۔ گھر کی بات باہر ہرگز نہ کہنی چاہئے۔ اور نہ آقا کے دوست احباب یا اپنے دوسرے ساتھیوں کیسی کے بھی سامنے گھر کے کھانے پکنے یا لین دین کی ہجو کرتا پھرے۔ آقا کی عزت کو اپنی عزت کی طرح قدر و قیمت سمجھے اور اس کے نفع نقصان کا اپنے نفع نقصان سے زیادہ خیال رکھے۔ اس کے مال کی اپنے مال سے زیادہ حفاظت کرے۔

صفائی ستھرائی کے ساتھ سلیقہ اور تمیزداری کا بھی ضرور خیال رکھنا چاہئے ہر ایک چیز صفائی اور سلیقہ سے رکھے اور ساتھ ہی ٹوٹ پھوٹ کی بھی احتیاط کرنی لازم ہے۔ جو چیز جہاں رکھنی چاہئے وہیں قرینہ سے رکھے۔ یہ نہیں کہ کالر یہاں کھونٹی پر ہے تو ٹائی دو کوس پرے کاغذات کی دراز میں رکھی ہے۔ یا جرابیں باہر ہیں تو گیٹس سنگھاردان میں رکھے ہیں۔ بڑی بڑی باتوں کے متعلق تو آقا خود ہدایت کر دیتا ہے لیکن ایسی چھوٹی چھوٹی باتوں کے لئے خدمتگار کو خود اپنی عقل پر زور دینا چاہئے تاکہ شکایت کا موقعہ نہ ہو۔ جیسے ایک دوکاندار اپنی ہر ایک چیز کو صفائی اور سلیقہ سے سجاتا ہے اور میل کی چیزوں کو برابر رکھتا ہے تاکہ گاہک کے مانگنے پر آسانی سے نکالکر دیسکے۔ اسی طریقہ سے خدمتگار کو اپنے تئیں آقا کے گھر کا منتظم سمجھنا چاہئے اور آقا کو گاہک۔ اس میں اور دوکاندار میں صرف فرق اتنا ہے کہ اس بیچارہ کا صبح سے شام تک سینکڑوں آدمیوں سے سابقہ پڑتا ہے۔ اور ہر شخص نئی طبیعت کا ہوتا ہے

لیکن وہ ہر ایک کی طبیعت کے موافق گفتگو کرتا ہے۔ جو چیز طلب کی جاتی ہے نہایت
صفائی کے ساتھ نکال کر دکھاتا ہے اور اسی کا کوشاں رہتا ہے کہ ہر ایک اس کی
دوکان سے خوش جائے۔ لیکن خدمتگار کا صرف ایک ہی شخص سے واسطہ پڑتا
ہے۔ اور اس کی طبیعت اور خیالات کا اندازہ ابتدا ہی میں ہو جاتا ہے تو ایسی صورت
میں اس کا خوش رکھنا اور مرضی کے موافق کام دینا کوئی مشکل بات نہیں لیکن مشکل
تو صرف یہ ہے کہ اکثر اوقات خدمتگار اس کی بالکل بھی پرواہ نہیں کرتے کہ ان
کا آقا جس کا وہ نمک کھا رہے ہیں ان سے خوش رہے اور ہر ایک کام اس کی ہدایت
اور مرضی کے موافق ہو۔ اگر اس کا ذرا بھی خیال کیا جائے تو یہ بات بالکل آسانی
سے حاصل ہو سکتی ہے۔

اب ہم ایک اوسط درجہ کے مسلمان کے خدمتگار کا صبح سے شام تک کا
پروگرام وضع کرتے ہیں۔ اس لئے کہ اس کے فرائض عموماً دیگر طبقوں کے خدمتگاروں
سے کچھ زیادہ ہوتے ہیں۔ جس سے یہ اندازہ ہو سکے گا کہ خدمتگار کو ایک اچھا خدمتگار
بننے اور کہے جانے کے لئے کن کن باتوں کا خیال رکھنا چاہئے جس سے اس کا آقا بھی
ہمیشہ خوش رہے اور اس کی اپنی زندگی بھی کامیاب بنے۔ اور اس کی قدر وقیمت بھی بڑھے
علی الصباح آقا کے اٹھنے سے پہلے اٹھکر خود وضو کرکے نماز پڑھے اور آقا کے
وضو کے لئے پانی رکھے۔ اگر جاڑا ہے تو گرم ورنہ ٹھنڈا۔ لگنی یا پیچانے میں راکھ ڈالے اور لوٹا
پانی کا بھر کر رکھدے۔ پھر اگر آقا کیطرف سے جگا دینے کے متعلق اسکو ہدایت ہے تو
نہایت ادب سے آقا کو نماز کے لئے جگا دے۔ آقا کے بیدار ہونے پر نہایت ادب سے
سلام کرے۔ اتنے آقا ضروریات سے فارغ ہو اتنے میں بستر وغیرہ درست کرے اور
کمرے کی صفائی کرے۔ پھر آقا کے ناشتہ کے انتظام میں مصروف ہو۔ اگر جاڑا ہے۔ تو
چائے بنا کر حاضر کردے۔ لیکن آگ جلانے کیلئے پہلے سے بان کی انیٹھیاں یا ردی کاغذ

بھی رکھے تاکہ آگ جلانے کے لئے مٹی کے تیل کا ادھا نہ لنڈھا پڑے۔ اور اس کا
خیال رکھے کہ چائے کے برتن نہایت صاف دھلے ہوں اور قرینہ سے ٹرے یا سینی
میں لگا کر پیش کرے۔ آقا کے ناشتہ ختم کرتے ہی پان بنا کر نہایت سلیقے سے پیش
کردے اور اگالدان بھی جو صاف دھلا ہوا ہو قریب لاکر رکھدے۔ پھر جو جوتے
اور کپڑے پہن کر آقا اس روز باہر جانے والا ہو ان کو ٹھیک ٹھاک کرکے ترتیب سے
رکھدے یعنی جوتے کو پالش کرکے اگر رونا پالش کرنے کی ہدایت نہ ہو تو ویسے ہی صاف
کرکے اور کپڑوں کو برش کرکے رکھدے تاکہ چلتے وقت فوراً ہر ایک چیز لیں دیکھے
پھر گھر کے اور کام کاج کرے۔ اتنے میں جب آقا کھانا طلب کرے تو اچھی طرح منجھی ہوئی
سلپچی میں پہلے ہاتھ دھلائے پھر صاف ستھرا دسترخوان بچھاکر نہایت سلیقے سے صاف
دھلے ہوئے برتنوں میں کھانا لگا دے۔ دسترخوان پر نمک مرچ مصالحہ بھری مرتبان
وغیرہ رکھنی یاد رکھے۔ تاکہ وقت پر دقت نہ پڑے۔ پھر پانی پلانے کے لئے وہاں
موجود رہے یا صاف شفاف پانی گلاس میں لاکر دسترخوان پر رکھدے پھر کھانا
کھا چکنے کے بعد ہاتھ دھلاکر دسترخوان بڑھاکر پان پیش کردے۔ اور اگر آقا اپنے
ساتھ پانوں کی ڈبیا لے جانیکا عادی ہو تو پانوں کی ڈبیا بھی پہلے سے تیار کر رکھے
تاکہ عین وقت پر پان بنانے سے حرج ہو پھر آقا کو کپڑے پہنائے۔ ٹوپی پر برش کرکے
دے۔ لکڑی۔ چھتری جو آقا لے جانا چاہے۔ جھاڑ پونچھکر دیدے۔ چلتے وقت اسکا
خیال رکھے کہ آقا گھڑی۔ رومال۔ عینک۔ بٹوا۔ پانوں کی ڈبیا۔ یا ایسی ہی چھوٹی
چیزوں میں سے کوئی جن کے روز لیجانے کا وہ عادی ہے بھول تو نہیں چلا۔ بلکہ یاد
کرکے ہر ایک چیز دیدے۔

آقا کے چلے جانے کے بعد خود کھانے سے فارغ ہوکر گھر کی اور صفائی کرے۔ غسلخانہ
بیت الخلا کی بھنگی سے اچھی طرح صفائی کرائے۔ دھلواکر فینائل ڈلوائے جب سارے

گھر کی صفائی سے فارغ ہو جائے تو بازار کا سودا سلف لائے۔ بازار سے چیزیں خریدتے
وقت اس کا خیال رکھے کہ کوئی چیز مہنگی یا خراب نہ خریدے۔ دوپہر ہی کو فرصت کے
وقت لیمپ۔ لالٹینیں ٹھیک اور صاف کر رکھے۔ تاکہ رات کو صرف روشن کر دی
جائیں اور اسی وقت انکو آقا کی موجودگی میں اور وہ کام چھوڑ کر صاف کرنے کی
وقت نہیں۔ اگر اپنے کپڑے میلے ہیں تو پہلے اپنے کپڑے بدلے ورنہ ویسے ہی وضو کرکے ظہر
کی نماز سے فارغ ہو کر آقا کے تیسرے پہر کے چائے پانی کے انتظام میں مصروف ہو جائے
جب آقا شام کو واپس آئے تو اس کو ہر ایک چیز بالکل درست اور وقت پر ملے۔
وضو کا پانی رکھدے۔ نماز کے بعد چائے وغیرہ سلیقہ سے پیش کر دے اور آقا کے کپڑے
وغیرہ جو انکو اتارے ہیں صاف کر کے ہر ایک چیز جگہ پر رکھدے۔

مغرب کی اذان ہوتے ہی لیمپ لالٹین روشن کر کے قاعدہ سے رکھدے۔ پھر نماز
کے بعد آقا کو سلیقہ سے کھانا کھلا دے۔ کھانے سے فارغ ہوتے ہی پان پیش کر دے۔ خود
کھانا کھائے اور پھر منتظر رہے کہ آقا اور کیا حکم دیتا ہے۔ پان تھوڑے تھوڑے عرصہ
کے بعد بنا کر دیتا رہے یا اگر ہدایت ہو تو ایک ساتھ کئی ٹکڑے بنا کر رکھدے تاکہ سوتے
وقت تک کافی ہوں۔ آقا کے سونے لیٹنے سے پہلے بستر جھاڑ دینا چاہئے یا رضائی کو
تین تہہ کر کے اس طرح پائینتی رکھدینا چاہئے تاکہ آقا کو اوڑھتے وقت دقت نہ ہو۔ جب
آقا سونے کیلئے لیٹ جائے تو سب چیزیں رکھ ڈھک کر کنڈیاں لگا کر خود بھی سو رہے۔

آقا کے دوست احباب آجائیں تو جیسے آقا کے تعلقات ہوں اور جیسی انکی
مرضی پائے ویسی ہی انکی تواضع کرے۔ کوئی بات انکے سامنے ایسی نہ کہے جس سے آقا
کو شرمندگی ہو۔ المختصر خدمتگار کا مطمح نظر یہ ہونا چاہئے کہ جسقدر جلد ممکن ہو وہ اپنی ہوشیاری
اور سلیقہ مندی سے اپنے تئیں آقا کی مرضی کے اسقدر موافق کرلے کہ اس کا اس خدمتگار
کے بغیر آسانی سے گزارہ نہ ہو سکے۔ ایسا خدمتگار قطعی ایک کامیاب خدمتگار رہوگا۔

آقا بھی اس سے ہمیشہ خوش رہیگا۔ اور چار دیکھنے والے بھی ہمیشہ اس کی تعریف کرینگے
جب خدمتگار اس طرح آقا کے دل میں گھر کر لیگا تو آقا حتی الوسع انعام اکرام میں بھی دریغ
نہ کریگا۔ جو شخص ان باتوں کا خیال رکھے اور ان پر عمل بھی کرے وہ یقیناً بہت جلد ایک
قابل قدر ہر دلعزیز خدمتگار ثابت ہو سکتا ہے۔

اب اس کے مقابلہ میں ایک اس خدمتگار کو لیجئے جو اپنی ذرا سی بے توجہی اور
لاپرواہی سے اپنی زندگی پر ہمیشہ کے لئے ایک بدنما دھبہ لگا لیتا ہے۔ اس کا آقا ہمیشہ
اس سے ناخوش رہتا ہے۔ جس کی وجہ سے نہ صرف یہ کہ وہ اس جگہ قائم نہیں رہ سکتا۔
بلکہ آئندہ ملازمت ملنی دشوار ہو جاتی ہے۔ کوئی ایسے شخص کا روادار نہیں ہوتا۔ ہر جگہ
دھتکار پڑتی ہے۔ اور کہیں ڈھنگ کی نوکری نہیں ملتی۔

ایک خانصاحب جو انگریز صاحب کے دفتر میں ڈیڑھ سو روپیہ کے ملازم تھے۔
اپنے خدمتگار سے اس قدر بیزار تھے کہ اگر دوسرا آدمی ان کو دلی جیسے شہر میں میسر آ جاتا تو
وہ اسکو ایک منٹ کیلئے بھی رکھنا گوارہ نہ کرتے خدمتگار بھی غضب ہی کرتا تھا۔ وہ
بیچارے کہتے کچھ تھے وہ کرتا کچھ تھا۔ اس نے اپنا یہ اصول بنا رکھا تھا کہ چاہے آقا کو
کتنی ہی تکلیف کیوں نہ ہو لیکن اپنے آرام کا ضرور خیال کرنا چاہئے۔ آقا کو موٹا جھوٹا
کھانے کو ملے لیکن اپنا تر نوالہ نہ جائے۔ وہ بیچارے اندھیرے سے اٹھنے کے عادی نماز
کے پابند۔ وظیفہ گزار۔ اور یہ اسکی ضد۔ آقا سویرے اٹھکر خدمتگار کو جگاتے اس پر
بھی یہ سونحرول سے بڑبڑاتا اٹھتا۔ نماز کا وقت تنگ رہ جاتا۔ مجبوراً چار پانچ پیسے کا
تیل پھونک کر آگ جلاکر وضو کا پانی گرم کرکے دیتا۔ آقا یہ فضولخرچی دیکھکر دل ہی دل
میں بھنتے۔ اگر اتفاق سے آقا نے کبھی ڈانٹا ڈپٹا تو صاف کہدیتا کہ مجھ سے تو اتنے سویرے
نہیں اٹھا جاتا آپ دوسرے آدمی کا بندوبست کرلیں۔ ہر ایک کام اسکا ایسا ہی تھا
کوئی کام ڈھنگ سے نہ کرتا تھا کبھی وقت پر کام کرکے نہ دیتا تھا۔ ہر ایک کام کے لئے

جب تک آقا کو دس پانچ منٹ جھوا نہ لیتا پورا کر کے نہ دیتا۔ چائے لاکر رکھی تو کبھی دودھ ٹھنڈا
ہے کبھی کھانڈ۔ کبھی بھول گیا۔ کھانا کھلائے تو یہاں ہی۔ سالن لاکے رکھ دیا تو صفائی نہیں
معلوم ہوتی۔ تو پانی کیسے چیخ سنتے ہیں۔ آقا کو بے حد صفائی ستھرائی کا شوق اتنی ہی نوکر کو صفائی
سے نفرت۔ اگر ان کے کہنے سننے سے صفائی اور جلدی کچھ کرتا بھی تو ایک آدھ چیز ضرور
چھوڑ دیتا۔ اگر پھر وہ کچھ کہتے تو صاف کہہ دیتا کہ مجھ سے تو اتنے کام نہیں ہوتے۔ آپ
دوسرا انتظام کر لیجئے۔ ڈپٹی صاحب کے ہاں تھا تو دس روپے تنخواہ ملتی تھی اور صرف لپ
[illegible] یہاں پانچ روپے تنخواہ اور کام پانچ آدمیوں کا کروں مجھ سے تو نہیں
سکتا۔ کبھی عید بقرعید پر بجائے [illegible] انعام دیتے تو صیل حجت کرتا اور ناک بھوں
چڑھا کے کہہ دیتا کہ نواب صاحب کے ہاں پانچ روپے اور جوڑا ملتا تھا ایک ٹی [illegible]
خانصاحب ہمیشہ تاکید کرتے تھے کہ سودا چکا کر لایا کرو لیکن اسکو چکا کر لانا قسم تھا
ایک روز شام کو کھانے کے وقت خانصاحب کے ایک دوست آگئے خانصاحب نے کہا
[illegible] دوست کے سامنے ہی کیا جواب دیتا ہے "میں نے تو آپ کے اور اپنے ہی لئے پکایا
ہے" انہوں نے ذرا غصہ ہو کر کہا کہ جو کچھ بھی ہے لاکر رکھو تو سہی۔ بڑبڑاتا ہوا گیا اور سبزی
اور [illegible] کھانا [illegible] کھلایا۔ کھانے سے فارغ ہو کر خانصاحب نے دونی
نکال کر دی اور کہا کہ "جا نکڑ کے ایک دو آنے کی گزک تولا" اول تو اٹھا ہی سستی
[illegible] ٹہلتے ٹہلتے گیا۔ رستہ میں ایک آدھ جگہ بات چیت میں دو چار منٹ ضائع
کئے۔ یہاں بیچارے خانصاحب اپنے دوست کے سامنے شرمندہ بیٹھے انتظار کر رہے ہیں بلکہ
خانصاحب کے دوست نے کہا بھی کہ آپکا نوکر تو بڑا بیہودہ ہے شاباش ہے آپنے ایسے آدمی کو
رکھ چھوڑا ہے میرا نوکر ایسی باتیں کرے تو میں کان پکڑ کے نکال دوں۔ خانصاحب نے کہا بھئی
کیا کروں مجبور ہوں۔ کوئی آدمی نہیں ملتا۔ آپ ہی کسی آدمی کا بندوبست کر دیجئے میں اسے نکال
دوں انہوں نے کہا کہ میرے خدمتگار کا بھائی ملازمت کی تلاش میں ہے نہایت مودب اور دیانتدار

آلو ہے میں سکت ہی آپ کے پاس بھیجونگا آپ بیٹھکر رہئے بس اب کیا تھا۔ خانصاحب
بھی مطمئن ہوگئے اور خدا کا شکر ادا کیا کہ اب بہت جلد اس بلا سے پیچھا چھوٹ جائیگا۔ پندرہ
منٹ کے انتظار کے بعد جب وہ نوکر آیا تو خانصاحب نے دریافت کیا کہ کتنی لایا اس نے
جواب دیا کہ "دو آنے کی لایا ہوں جی" انہوں نے دوبارہ پوچھا کہ تول میں کتنی ہے اس پر اس نے
جواب دیا کہ "یہ تو میں نے نہیں پوچھا جی" خانصاحب اس پر بہت خفا ہوئے کہ پندرہ دفعہ
تم سے کہدیا کہ ہر ایک چیز چکاکر لاؤ لیکن تم نہیں مانتے۔ اس پر آپ نے بھی حسب معمول دو چار
ٹیڑھے سیدھے جواب دیئے جس پر خانصاحب نے اسی وقت اپنے دوست کے سامنے ہی اس کا
حساب کر کے نکال دیا۔ دوسرے روز صبح ہی دوست نے دوسرا آدمی بھیجدیا اور خانصاحب کو
تکلیف نہ ہونے دی اور یہ خدمتگار صاحب اپنے ان گنوں کی وجہ سے مستقل طور پر کہیں بھی
نہ رہ سکے۔ مہینہ دو مہینہ یہاں رہے دو چار مہینے وہاں لیکن نہ کہیں بھی ٹکے۔ نیک
ہوشیار نوکروں کی ہر جگہ پوچھ ہے اور برے نوکر ہمیشہ مارے مارے پھرتے ہیں۔

آخری تاکید

جو لوگ اس رسالہ کے ذریعہ خدمت گاری کی تعلیم و تربیت کا کام شروع کریں ان سے درخواست ہے کہ اگر وہ خود کوئی تجربہ خدمت گاری کا نہ رکھتے ہوں تو تجربہ کار خدمت گاروں کی امداد ضرور حاصل کریں۔

حسن نظامی دہلوی
۳۱- مارچ ۱۹۲۴ء

کتابیں اخبار اور رسالے جو حفاظت اسلام کا کام کرتے ہیں اور جنکا پڑھنا مفید ہے

قرآن آسان قاعدہ حضرت خواجہ حسن نظامی کی تصنیف اس کے پڑھنے سے ایک مہینہ میں قرآن شریف اور اردو زبان کے پڑھنے کا سلیقہ ہو جاتا ہے۔ قیمت ۸ر

تعلیم القرآن یہ قاعدہ کا دوسرا حصہ ہے تمام قرآن شریف کا ترجمہ مع خلاصہ ہے قیمت ۱ر

داعی اسلام ذہبی رسالہ جس سے تمام ہندوستان کے ہندو اور آریہ لیڈروں میں قیامت برپا کر دی ہے۔ اور جس میں ہر مسلمان کو داعی اسلام بننے کی ترکیبیں درج ہیں قیمت ۴

ہندو مذہب کی معلومات داعیان اسلام کے لیے نہایت ضروری اور مفید ہے۔ قیمت ۴

سکھ قوم اور اسکا مذہب یہ بھی داعیان اسلام کی معلومات کے لیے ضروری ہے قیمت ۶

حلال خور اس کتاب میں حلال خور فرقہ کی پوری تاریخ ہے۔ دعوت اسلام کے لیے نہایت ضروری ۸

مسلمان بچوں کے دس سبق لڑکوں اور لڑکیوں کے لیے اسلامی تعلیم دلچسپ انداز میں قیمت ۴

غزنوی جہاد سلطان محمود غزنوی کے ہندوستانی جہادوں کا تاریخی تذکرہ اسلامی جوش پیدا کرنے والی چیز ہے۔ ہر مسلمان کو اسکا مطالعہ ضروری اور مفید ہے قیمت ۸

تین شہید اسلام پر قربان ہونے کی ترغیب سچے واقعات سے۔ قیمت ۲

اسلامی توحید دیگر مذاہب کی توحید کے مقابلہ میں اسلامی توحید کی فوقیت قیمت ۲ر

اسلامی رسول رسول اللہ صلعم کے موثر و مختصر حالات قیمت ۴ر

اسلامی رسول کے اصحاب اکثر صحابہ کرام کے قابل تقلید حالات زندگی قیمت ۴

جاسوس یا مسلم جو مرگئے مگر مرتد نہ ہوئے مقامات ارتداد میں تقسیم کرنے کے قابل قیمت

مسواک مسواک کا ثواب۔ مسواک کے طبی فائدے۔ مسواک کے طریقے۔ قیمت

فاطمی دعوت اسلام شروع سے آجتک اشاعت اسلام کی تاریخ اور طریقے قیمت

کپڑہ کی دوکان مفلسی مرتد بناتی ہے مفلسی دور کرانے کے لیے کپڑہ کی دوکان کے طریقے قیمت

پنواڑی کی دوکان پان کی تجارت اور پنواڑی کی تجارت کی مکمل معلومات قیمت ۳ر

آٹے کی دوکان آٹے کی نسبت پوری معلومات کہ اس کی تجارت کیونکر ہو قیمت

تعلیم خدمت گاری مسلمانوں کو اونچے خدمت گار بنانے کی تعلیم بہت مفید قیمت

اچھے بول بچوں کے پڑھنے کے دینی و دنیاوی حکایات اور لطیفے قیمت

زکام اور اسکا علاج مسلمانوں کی جسمانی حفاظت کے لیے ضروری رسالہ قیمت

اسلام کیونکر پھیلا ہندوستان میں اسلام کیونکر پھیلا آریہ سماج کی تاریخی تردید قیمت

تاکید نماز نماز کی تاکید میں تمام آیات و احادیث کا مجموعہ قیمت ۴ر

ملنے کا پتہ۔ حلقہ المشائخ دہلی

اخبار صبح دہلی ہے

اخبار تبلیغ آگرہ ہفتہ وار شائع ہوتا ہے۔ انسداد ارتداد کے مضامین ہوتے ہیں۔

اخبار سیاست لاہور روزانہ ہے۔ اکثر مضامین انسداد ارتداد کے ہوتے ہیں۔

زمیندار لاہور روزانہ ہے اس میں بھی انسداد ارتداد کا ذخیرہ ہوتا ہے۔

وکیل امرتسر روزانہ ہے یہ بھی انسداد ارتداد کا خوب کام کرتا ہے۔

ہمدم لکھنؤ روزانہ ہے۔ اس میں انسداد ارتداد کے مضامین ہوتے ہیں۔

مشرق گورکھپور ہفتہ وار ہے۔ انسداد کے مضامین بہت لکھتا ہے۔

الامان دہلی ہفتہ میں دو بار ہے۔ انسداد ارتداد کا خوب کام کرتا ہے۔

رسالہ تبلیغ لاہور ماہوار ہے تبلیغی مضامین شائع کرتا ہے۔

رسالہ الاصلاح جالندھر اشاعت اسلام کے مقصد کے لیے جاری ہوا ہے۔ ماہوار

رسالہ درویش دہلی بہت شاندار اور ماہانہ حفاظت اسلام کے لیے مخصوص ہے۔

رسالہ نظام المشائخ دہلی ماہوار ہے مسلمانوں کی دینی و دنیاوی اصلاح کا کام کرنے والا

رسالہ دین و دنیا دہلی ماہوار ہے مسلمانوں کی دینی و دنیاوی اصلاح کا کام کرنے والا۔

رسالہ اردوئے معلیٰ ماہوار ہے۔ اشاعت اسلام کے مضامین شائع کرتا ہے۔

پیغام صلح لاہور ہفتہ میں دو بار قادیانی ہے مگر اسلام کی حمایت میں سرگرم ہے۔

الفضل قادیان ہفتہ میں دو بار قادیانی ہے مگر اسلام کی حمایت میں سرگرم ہے۔

تبلیغی اشتہارات دفتر تنظیم و اعیان اسلام سے ہر روز اصلاح مسلمانان اور تبلیغ دعوت اسلام کے لیے اشتہارات شائع ہوتے ہیں۔ ایک ہزار قسم کے اشتہارات شائع ہو چکے ہیں تقسیم ہونے کے لیے ایک روپیہ سینکڑہ قیمت پر دئیے جاتے ہیں اور مفت بھی تقسیم ہوتے ہیں نیز ہر آٹھویں دن ایک مختصر رسالہ کسی مفید اسلامی مضمون کا شائع ہوتا ہے۔

انجمنیں جمعیت علمائے ہند دہلی۔ جمعیت مرکزیہ تبلیغ اسلام انبالہ۔ انجمن نصرت مصطفیٰ بمبئی۔ انجمن دعوت و تبلیغ پٹنہ۔ نظام عالم ملک کانپور۔ انجمن اسلامیہ گرام ضلع لکھنؤ۔ بزم صوفیہ فرنگی محل لکھنؤ انسداد ارتداد کے کام میں مصروف عمل ہیں۔

حسن نظامی